بانی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ

رئیس التحریر
شیخ الحدیث مفکر اسلام
مولانا مفتی محمود

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور پاکستان

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

19/52

ما کان
محمد
ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین

۵۰ پیسے

یکم جمادی الاول ۱۳۹۴ھ
۲۴ مئی ۱۹۷۴ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

جلد ۱۹
شمارہ ۵۲

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک بار درود شریف کے بدلے دس رحمتیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے (مسلم)

درود شریف کی کثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت میں وہ لوگ مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجیں گے۔ (ترمذی)

جمعہ کے دن درود کی کثرت

حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے۔ تو جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ (ابوداؤد)

نام سن کر درود نہ پڑھنے والوں کیلئے وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی)

وہ بخیل ہے جو مجھ پر درود نہ بھیجے

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

میری قبر کو میلہ نہ بناؤ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری قبر کو میلہ نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو وہ مجھ کو پہنچ جائیں گے۔ چاہے تم کہیں بھی ہو۔ (ابوداؤد)

سلام کا جواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر پلٹاتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

اصل ایمان حضور نبی کریمؐ کی محبت ہے

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (متفق علیہ)

ارشاد: تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اپنے ماں باپ اور اس کی اولاد الغرض تمام لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔

شراب سے کوئی تعلق نہ رکھو

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ الْخَمْرَ وَشَارِبَھَا وَسَاقِیَھَا وَبَائِعَھَا وَمُبْتَاعَھَا وَعَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا وَحَامِلَھَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْھَا۔

ارشاد: شراب پر شراب پینے والے پلانے والے، بیچنے والے، بکوانے والے کھینچنے والے، کھچوانے والے اور اس کے اٹھانے والے اور جس کے لیے اٹھائی گئی اس پر خدا کی لعنت۔

رشوت کا لین دین

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ۔ (ابن ماجہ)

ارشاد: رشوت دینے والے اور لینے والے پر خدا کی لعنت۔

چوری حرام ہے

لَعَنَ اللّٰہُ السَّارِقَ (متفق علیہ)

ارشاد: اللہ چور پر لعنت کرے۔

سود کا کل خاندان

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ (مسلم) وَشَاھِدَیْہِ وَکَاتِبَہٗ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ (ترمذی)

ارشاد: حضور نبی کریم رحمت عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے سود کے کھانے والے پر، کھلانے والے پر اور اس کے دونوں گواہوں پر اور اس کے لکھنے والے پر۔ اور فرمایا۔ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

عورتوں کا لباس نہ پہنو

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃُ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ۔ (ابوداؤد)

ارشاد: آقا رؤف و رحیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم لعنت فرماتے ہیں اس مرد پر جو زنانہ لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردانہ لباس پہنے۔

عورتوں کی مشابہت نہ کرو

لَعَنَ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (بخاری)

ارشاد: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں لعنت فرمائی ہیں۔

(خواہ یہ مشابہت لباس میں ہو خواہ حرکات و سکنات میں خواہ گفتار و رفتار اور کردار میں سب حرام ہے۔

ہیجڑے نہ بنو!

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ (بخاری)

ارشاد: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو ہیجڑے بنیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں لعنت فرمائی ہے۔

بدعتی

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (متفق علیہ)

ارشاد: جو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کرے اس پر خدا کی لعنت۔

نوحہ کرنے والی

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ۔ (ابوداؤد)

ارشاد: حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

یکم جمادی الاوّل ۱۳۹۴ھ
۲۴ مئی ۱۹۷۴ء

جلد ۱۹ شمارہ ۵۲

مندرجات
- احادیث الرسولؐ
- اداریہ
- خطبہ جمعہ
- پاکیزگی نصف ایمان ہے
- مجلس ذکر
- والدہ کا رتبہ
- خصوصیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
- فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
- مولانا عبدالمنان دہلوی
- اللہ کا شکر
- حضرت خواجہ حسن بصریؒ

بدل اشتراک
سالانہ ـــــ ۲۳/- روپے
ششماہی ـــــ ۱۲/- روپے
سہ ماہی ـــــ ۶/- روپے
فی شمارہ ـــــ ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں !

موتمر عالم اسلام مکہ مکرّمہ کی قرارداد

ایک اطلاع کے مطابق ۱۸ اپریل کو مکّہ مکرّمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام دنیا بھر کی ایک سو سے زائد مقتدر اسلامی تنظیموں کی مشترکہ موتمر منعقد ہوئی۔ جس میں دوسری اہم قرار دادوں کے علاوہ قادیانیوں کے متعلق بھی ایک بنیادی قرار داد (نمبر ۹) منظور کی گئی۔ — روزنامہ "الندوۃ" (سعودی عربیہ) ۱۴ اپریل میں اس قرارداد کا متن شائع کیا گیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:— قادیانیت وہ باطل مذہب ہے جو اپنے ناپاک اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہے۔ اس کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے۔

(ا) — اس کے بانی کا دعوٰی نبوّت کرنا۔

(ب) — قرآنی نصوص میں تحریف کرنا۔

(ج) — جہاد کے باطل ہونے کا فتوٰی دینا۔

قادیانیت برطانوی استعمار کی پروردہ ہے اور اس کے زیر سایہ سرگرم عمل ہے۔ قادیانیوں نے امّت مسلمہ کے مفادات سے ہمیشہ غداری کی ہے اور استعمار اور صیہونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے۔ اور یہ طاقتیں بنیادی اسلامی عقائد میں تحریف و تغیّر اور ان کی بیخ کنی میں مختلف طریقوں سے مصروفِ عمل ہیں۔

(ا) — معابد کی تعمیر جن کی کفالت اسلام دشمن طاقتیں کرتی ہیں۔

(ب) — سکولوں۔ تعلیمی اداروں اور یتیم خانوں کا کھولنا جن میں قادیانی اسلام دشمن طاقتوں کے سرمائے سے تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور قادیانی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تحریف شدہ ترجمے شائع کر رہے ہیں۔ ان خطرات کے پیشِ نظر کانفرنس نے مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی ہے۔

۱۔ تمام اسلامی تنظیموں کو چاہیئے کہ وہ قادیانی معابد، مدارس، یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں ان کا محاسبہ کریں۔ اور ان کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔

۲۔ اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

۳۔ احمدیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمّل بائیکاٹ کیا جائے۔ ان کے کفر کے پیشِ نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ اور ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ کیا جائے۔

۴۔ کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ مدعی نبوّت مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ نیز ان کے لئے اہم سرکاری عہدوں کی ملازمتیں ممنوع قرار دی جائیں۔

۵۔ قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے۔ اور ان تراجم کی ترویج کا سدّباب کیا جائے۔

۶۔ دیگر تمام باطل فرقوں سے قادیانیوں جیسا سلوک کیا جائے۔

اس کانفرنس میں اسرائیل میں قادیانی مشن کی پر اسرار سرگرمیوں پر اظہارِ تشویش کیا گیا۔ ایک سوالیہ نشان پیدا ہوا کہ جب حکومت پاکستان اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتی تو حیفا میں

قادیانی مشن کیا معنی رکھتا ہے؟ ــــــ

اس قرار داد کے حق میں تمام اسلامی ممالک کے شرکاء نے جن میں حکومتوں کے وزراء اور اعلیٰ سرکاری افسر شامل تھے، ووٹ دیا۔ لیکن افسوس ہے کہ پاکستان کی وزارت اوقاف کے سیکرٹری ٹی ایچ ہاشمی نے گریز کیا اور حق و باطل کے اس مرحلہ میں غیر جانبدار ہو گئے۔ آپ نے صرف یہ کہا کہ قادیانیوں کی مذہبی حیثیت کے مؤقف سے مجھے اتفاق ہے، لیکن انہیں اسلامی ممالک میں ملازمتیں نہ دیئے جانے کی تجویز سے اتفاق نہیں۔ مزید تعجب یہ ہے کہ کسی خبر رساں ایجنسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ عالم اسلام کے اس اہم ترین متفقہ فیصلہ کی خبر پاکستانی اخبارات کو مہیا کرتی۔ چنانچہ پاکستانی اخبارات میں اس قرار داد کی مختصر سی خبر بھی شائع نہیں ہو سکی۔

قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دینے کا یہ فیصلہ اس سے پہلے بھی نہ صرف علمائے اسلام کی طرف سے متعدد بار دیا جا چکا ہے بلکہ اس مطالبے کو منوانے کے لئے ہزاروں فرزندانِ توحید جامِ شہادت بھی نوش فرما چکے ہیں۔ اور اربابِ اقتدار کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ مطالبہ نہ صرف علمائے کرام کا ہے عامۃ المسلمین کا ہے بلکہ سرکاری طور پر ہر سال اربابِ اقتدار اپنے جس ممدوح کا یوم مناتے ہیں۔ جس کے اشعار سے "سوشلزم" کی حمایت میں حوالے تلاش کرتے رہتے ہیں، جس کے یوم وفات کو سرکاری تعطیل قرار دیتے ہیں۔ جس کے اشعار روزانہ ریڈیو اور ٹیلیویژن سے بکثرت نشر کرتے ہیں۔ اپنی تقریروں اور تحریروں میں استعمال کرتے ہیں۔ جسے مصورِ پاکستان کہتے ہیں۔ ہاں یہ مطالبہ اس مصورِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے انتہائی شدّ و مد کے ساتھ کیا تھا۔

ہمارے وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے اسلامی کانفرنس کے ذریعہ عالمِ اسلام کے اتحاد کا جو نعرہ بلند کیا ہے" اور ہمارے وزیر اطلاعات جناب کوثر نیازی بالقابہ جس کا پراپیگنڈہ کرتے اب تک نہیں تھکتے۔ کیا ان تک مؤتمر عالم اسلام کی یہ قرار داد اب تک نہیں پہنچی ــــ؟ اور تمام عالمِ اسلام کے اس متفقہ فیصلے کو اپنائے بغیر پاکستان اتحادِ عالم اسلامی کے نقیب اور داعی ہونے کا دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہو سکتا ہے ــــ؟

ہاں ــ کیا مسٹر بھٹو ایئر مارشل ظفر چوہدری کی مبینہ سازش سے آگاہ ہونے کے بعد بھی "قادیانیوں" کے بارے میں "حُسنِ ظن" ہی سے کام لیتے رہیں گے؟ پاکستانی مسلمانوں کو قادیانیوں کے بارے میں مسٹر بھٹو کی حکومت کے فیصلے کا بے چینی سے انتظار ہے!

◎

عظمتِ رفتہ کی یادگار

مسجد قرطبہ مسلمانوں کو واپس کر دی گئی

اسلام آباد ۱۵ مئی ــــ اسپین کی عظیم اور تاریخی مسجد قرطبہ مسلمانوں کو واپس کر دی گئی ہے۔ امورِ عالم اسلام پاکستان کے صدر محمود احمد نے آج یہاں اس کا انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ یہ اطلاع مراکش کے جریدے "دعوۃ الحق" نے دی ہے۔ مسلمانوں کے فنِ تعمیر کا یہ نادر نمونہ آٹھ سو برس قبل مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور عیسائیوں نے اس پر قبضہ کر کے اسے گرجا گھر بنا لیا تھا، اسپین کی حکومت نے گرجا والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنا سامان مسجد میں سے اٹھا لے جائیں۔ واضح رہے کہ یہ مسجد خاندان بنو امیہ کے ایک حکمران عبدالرحمٰن نے تعمیر کرائی تھی۔

آیت کریمہ

۲۳ مئی جمعرات کے روز
حسب سابق جانشین شیخ التفسیر
حضرت مولانا
عبید اللہ انور مدظلہٗ
مجلسِ ذکر
کے موقعہ پر
آیت کریمہ کا
ورد کرائیں گے

شرکت کے لئے
دعوتِ عام ہے

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ــ جانان گل خان

جن و بشر کے آقا شمس و قمر ہو تم
انسانیت کے محسن خیر البشر ہو تم

دونوں جہاں کے والی ہے شان تیری نرالی
سرکارِ دو جہاں ہو، نور البصر ہو تم

سالارِ انبیاء ہو، ما بعد از خدا ہو
دنیا و ما فی ہا کے نورِ نظر ہو تم

اُمّی لقب ہے تیرا، خُلقِ عظیم تیرا
اُمت کے غم میں ڈوبے شام و سحر ہو تم

خاطر تمہارے رب نے دونوں جہاں بنائے
دونوں جہاں کے پیارے جان و جگر ہو تم

تم ساقیِ کوثر ہو سارے جہاں سے بہتر
سارے جہاں کے رہبر علم و ہنر ہو تم

خلقت تیری نہ ہوتی کوئی جہاں نہ ہوتے
دونوں جہاں کے آقا رحمت کے گھر ہو تم

تیری ہی روشنی سے روشن ہے ساری دنیا
کہتے ہیں چاند تارے لعل و گہر ہو تم

نعمت کا ہو خزینہ، رحمت کا ہو سفینہ
نازاں ہے جس پہ دنیا وہ بحر و بر ہو تم

دامن نہ چھوڑوں پیارے لے جا مجھے کنارے
جانان کے سفر کا زادِ سفر ہو تم

خطبہ جمعہ
۱۰ مئی ۱۹۷۴ء
مرتب
عبدالرشید انصاری

مساواتِ حقوق کا سچا علمبردار صرف اسلام ہے

ذلتوں اور رسوائیوں سے نجات اسلام پر عمل کرنے سے ملے گی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ط كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (آل عمران - آیت ۱۰۳)

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو، جب کہ تم آپس میں دشمن تھے۔ پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر تم کو اس سے نجات دی۔ اسی طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اسلام دین اجتماعیت ہے۔ وہ دنیا میں انفرادی جدوجہد انفرادی زندگی، ذاتی مفاد اور نجی خواہشات کی جگہ اجتماعی جد وجہد، اجتماعی ترقی، ملی مفاد اور قومی ترقی کا شوق اور ولولہ پیدا کر کے تمام انسانوں کو ذلت و ادبار کے تاریک غاروں سے نکال کر فلاح و کامرانی کی روشن راہوں پر ڈالنا چاہتا ہے کیونکہ جب تک افراد جمع نہیں ہوں گے ان کی صلاحیتوں کو کسی ایک مقصد کے لیے کام میں لانا محال ہو گا۔ اسی طرح جب ملتِ اسلامیہ کے تمام افراد دین الٰہی کی بالادستی قائم کرنے، برائیوں کو مٹانے اپنے ملی وقار و مفادات کے تحفظ و دفاع کے لیے اپنی تمام تر توجہات اور تفکرات کو ایک جگہ پر مرکوز نہیں کریں گے اس وقت تک ان کا وجود تک خطرے میں رہے گا کیونکہ انتشار سے پیدا ہونے والی کمزوری قوموں اور ملتوں کے لیے جان لیوا ثابت ہوا کرتی ہے۔

چنانچہ اسلام نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ رنگ، نسل، علاقہ اور مال و دولت کے معیار پر انسانوں میں طبقاتی درجہ بندی کو باطل قرار دیا اور واضح طور پر قیامت تک ہونے والی نسلوں کے لیے اعلان کر دیا کہ کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سفید کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی افضلیت و برتری حاصل نہیں۔ اسلام کے عالمگیر نظامِ حیات میں تمام انسان حقوقِ معیشت میں مساوی اور برابر کے حق دار ہیں۔ خلیفۃ الرسولؐ جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مالِ غنیمت آیا تو سب کو دس دس تقسیم کیے۔ دوسری مرتبہ جب دُگنا مالِ غنیمت آیا تو سب کو بیس بیس تقسیم کیے اور ارشاد فرمایا حقوق کے لحاظ سے دنیا میں سب برابر ہیں۔ جو نیکی میں دوسرے سے آگے ہے اس کا اجر اللہ تعالےٰ آخرت میں عطا فرمائینگے۔

اسلام عدل و مساوات کا علمبردار ہے اور وہ کسی کو حق نہیں دیتا کہ وہ دوسروں پر فوقیت و برتری قائم کرے اور حقوق و معاملات میں اپنے لیے دوسرے لوگوں سے مختلف مراعات حاصل کرے کیونکہ اس طرح باہمی بغض و حسد اور فتنہ و فساد کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ باہمی اُلفت و پیار اور اتفاق و اتحاد کی قدریں پامال ہو جاتی ہیں اور انتقام و تشدد کے جذبات جنم لینے لگتے ہیں۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اہلِ حمص سے دریافت فرمایا۔ تمہارا امیر کیسا ہے؟ عرض کیا گیا یا امیر المومنین! ہمارا امیر نہایت نیک آدمی ہے ہم صرف اس میں ایک نقص پا رہے ہیں کہ اس نے شان و شوکت اور آرام کے ساتھ رہنے کے لیے ایک محل بنوا لیا ہے۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر غصہ سے بھر گئے اور اسی وقت اپنے قاصد کو حمص روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں پہنچتے ہی لکڑیاں جمع کر کے محل کے دروازے میں آگ لگا دینا، قاصد حمص پہنچا اور حکمِ فاروقیؓ کی تعمیل کرتے ہوئے آگ لگانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کر لیں۔ دیکھنے والوں نے فوراً جا کر امیر کو اطلاع دی کہ مدینہ سے ایک شخص آیا ہے۔ اور آپ کے محل کو آگ لگا رہا ہے۔ امیر نے کہا لگانے دو۔ وہ عمر فاروقؓ کا قاصد ہے اور اس کے بعد امیر حمص خود بارگاہِ فاروقیؓ میں حاضر ہوئے عمر فاروقؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس امیر کو تین روز تک دھوپ میں رکھا جائے۔ چنانچہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھا گیا۔ چوتھے روز عمر فاروقؓ اپنے ہمراہ خود انہیں اس جگہ لے گئے جہاں زکوٰۃ کے اونٹ باندھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پہلے امیر کا قیمتی لباس اتروایا اور پہننے کے لیے ایک کمبل دیا۔ پھر حکم دیا کہ پانی بھر بھر کر ان تمام اونٹوں کو پلاؤ۔ جب وہ ان تمام اونٹوں کو پانی پلا چکے تو تھک کر چور ہو گئے۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے "تھک کیوں گئے؟ پہلے بھی تو یہی کام کیا کرتے تھے" امیر نے عرض کی۔ امیر المومنین! اس کام کو چھوڑے ہوئے مدت گزر گئی ہے۔ آپ نے فرمایا:

> "پھر اسی لیے تم نے بالا خانہ بنوایا تھا اور مسلمانوں سے اونچے ہو ہو کر سوتے تھے؟ اب اپنے عہدے پر حمص واپس جاؤ مگر آئندہ کبھی ایسا کام نہ کرنا۔"

غور فرمائیں عہدِ فاروقی کے اس واقعہ پر ایک طرف عوام الناس میں اپنے حاکم کے محاسبے اور اس کو ناروا عمل سے روکنے کا جذبہ، دوسری طرف حاکم حمص کا اپنے قصور کا اعتراف اور اس قدر سزا کا بخوشی قبول کرنا، اور اصل بات یہ کہ حضرت عمرؓ کا ملک میں اونچ نیچ پیدا کرنے اور ایک حاکم کا لوگوں سے الگ تھلگ امتیازی شان سے زندگی بسر کرنے والے اعمال کا فوری اور سخت سدِباب فرمانا۔

ذرا اندازہ فرمائیں کہ اسی ایک واقعہ نے عوام کے دل و دماغ پر ملکی و ملی خدمت اور دینی احکام پر عمل پیرا ہونے کے لیے کتنے انقلاب انگیز اثرات مرتب کیے ہوں گے اور قرآن و سنت کے واضح احکام سے ہٹ کر چلنے کے اسباب نے کس طرح دم توڑ دیا ہو گا۔ اسلام کا ہر حکم دنیا کے لیے امن و آشتی اور فلاح و ارتقاء کا پیغام ہے خواہ وہ کسی بھی انسانی شعبۂ زندگی سے تعلق رکھتا ہو، انہی احکام پر کاربند ہونے نے عرب کے بادیہ نشینوں کی برسوں پرانی دشمنیوں کا خاتمہ کر دیا اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو باہم شیر و شکر بنا دیا تھا۔ اس وقت پوری نوعِ انسانی خدا فراموشی اور انسانوں پر انسانوں کی خدائی کے ظالمانہ نظام کی تاریکیوں میں بھٹکتی پھرتی جہنم کے کنارے پہنچ چکی تھی۔ جب اس کا ہاتھ پکڑ کر راہِ راست پر لانے اور دنیا میں ذلت و ادبار اور آخرت میں عذابِ الٰہی سے بچانے والا کوئی نہ ملا تو وہ مایوس ہو گئی اور قدرت کو اس کے حال پر رحم آ گیا۔ آسمان سے رحمت کے فرشتے اترنے لگے اور کائنات کی سب سے بڑی صداقت اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ ریگزارِ عرب میں نبی امیؐ پر نازل ہوئی تو تاریکی چھٹ گئی اور کائنات ارض و سما کے اطراف و اکناف تک روشنی پھیل گئی بھولی بھٹکی انسانیت کو راستہ نظر آ گیا اور وہ الوہیت و ربوبیت خداوندی کے اعتراف کے ساتھ اتباع و فرمانبرداری

(باقی صــ پر)

پاکیزگی نصفِ ایمان ہے

حکیم محمد سعید دہلوی

صحت جسمانی انسان کے لیے ایک نہایت قیمتی متاع ہے۔ اگر صحت اور تندرستی نہیں ہے اور اس سے محروم ہے تو یقیناً انسان کوئی کام حسن و صحت اور خوبی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا۔ صحت جسمانی کو تاریخ کے ہر دور میں خواہ وہ کتنا ہی ماضی ہو — انتہائی اور بنیادی اہمیت اور حیثیت حاصل رہی ہے۔ صحت اور صحت مندی کے لیے انسان نے ہر دور میں انتہائی کوششیں کی ہیں۔ جو مسلسل مثالیں بنتی رہی ہیں۔ صحت کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں نقطۂ فکر میں شروع سے آج تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

تاریخ عالم میں جو اقوام عالم اپنے منتہائے کمال کو پہنچی ہیں۔ ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں اور ان کے کمالات کی تاریخ سے صحت کو کسی طرح خارج نہیں کیا جا سکتا۔ بلاشبہ ان کامران و کامیاب اقوام و ملل نے صحت سے اپنا رشتہ مضبوط و مربوط رکھا ہے اور صحت سے ہی مضبوطی رشتہ کی بدولت سرفراز اور سربلند رہی ہیں۔

وہ اقوام و ملل کہ جن کی آزادیاں سلب اور ضبط ہوئیں ان میں بدرجہ شدید انحطاط آئے۔ ان کے اسباب انحطاط میں نقص صحت سرفہرست رہا۔ آزادی کی ضبطی اور غلامی اپنے ساتھ اور اپنے جلو میں جہالت لاتی ہے۔ اور یہ جہالت حسن و قبح میں امتیاز کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیتی ہے۔ اور ایک غلام اور آزادی سے محروم انسان نہ صرف مسائل ملک و ملت سے غافل ہو جاتا ہے بلکہ وہ خود اپنے مقام کو فراموش کر دیتا ہے۔

جہاں تک میں مطالعہ کر سکا ہوں اور جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام سب سے پہلا مذہب ہے اور سب سے پہلا ضابطۂ حیات ہے جس نے صحت و صفائی کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے اور جس نے صفائی اور صحت کے رشتے کو مربوط کیا ہے۔ اسلام قرآن مجید اور شارعِ اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے انسانی صحت و ثبات سے متعلق ایسی تعلیم دی ہے اور ایسی رہنمائی عطا کی ہے کہ کسی دوسری شریعت یا مقتداء مذاہب نے نہیں دی۔ اس سے کسی طرح انکار نہیں ہے کہ دوسرے مذاہب و ملل میں بھی پاکیزگی اور صفائی کا خیال تھا مگر وہاں اس کی حیثیت عمومی اور ثانوی تھی۔ اسلام نے سب سے ممتاز ہو کر اصولِ حفظِ صحت کو ایک نظم و ربط کے ساتھ پیش کیا اور سب سے بڑا اور ممیز کام یہ کیا کہ حفظِ صحت اور طہارت کو ہم معنیٰ اور ہم مفہوم کر دیا اور اس طرح حیات انسانی کو ایک ایسا تخیل دیا اور ایک ایسا راستہ بتایا جس نے مسلمانوں پر کامرانیوں کے دروازے کھول دیے اور پھر انہوں نے ان ابواب کو سارے عالم ارضی پر واضح کر دیا۔ اور صحت و طہارت کا وہ مفہوم اقوام عالم کو دیا جس سے اسلام سے پہلے انسان ناآشنائے محض تھا۔ اسلام کی روحانی تعلیم جس طرح عدیم النظیر اور عدیم المثال ہے اسی طرح صحت و طہارت کی اسلامی تعلیم بھی بے مثل اور بے عدیل ہے۔ بالکل ابتداء زمانہ اسلام میں جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ہدایت سے منور فرماتے ہیں تو تاکیدات میں ایک تاکید فرماتے ہیں:

وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ۔

اپنے کپڑے (لباس) صاف ستھرے اور مطہر رکھا کرو اور ہر قسم کی غلاظت اور گندگی سے پرہیز کیا کرو۔

قرآن و حدیث ایک طرف اصولِ حفظِ صحت بتاتے ہیں اور ان کی پابندی پر اصرار کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی صفائی اور پاکیزگی اور طہارت کی انتہائی تلقین بھی کرتے ہیں۔ سونے اور جاگنے، غذا اور پانی، دانت صاف کرنے اور غسل اور وضو، تازہ ہوا، ورزش اور آرام، غرض ہر موضوع پر اسلام میں ہمیں بڑی واضح ہدایات ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر نیند کو لینا چاہیے۔ مناسب وقت تک نیند صحت و زندگی کے لیے ضروری ہے اور لازمی ہے اس سے تھکن دور ہوتی ہے۔ اعضائے جسمانی کو آرام ملتا ہے اور بدن کی کھوئی ہوئی طاقت بحال ہو جاتی ہے قرآن کریم میں متعدد بار نیند موجب راحت و آرام قرار دی گئی ہے۔ اور اس کا ترک کر دینا یا مناسب وقت سے کم کر دینا اسلام میں ہرگز پسندیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام میں حضرت شارع اسلام علیہ التحیۃ والسلام کو جب ایک رات کا زیادہ حصہ بیداری اور عبادتِ الٰہی میں صرف فرماتے تھے۔ حق تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا۔

"آپ مناسب وقت تک ضرور سویا کریں بے شک رات کا جاگنا نفس کو قابو میں لانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن اگر آپ طول دیں گے اور تھکن سے خود کو چور کر لیں گے۔ (یعنی اپنی صحت خراب کر لیں گے) تو دن کے کام اور دنیا کی ہدایت سے متعلق مہماتِ جلیلہ جو محنتِ شاقہ چاہتی ہیں کیسے انجام پائیں گی"۔

یہ تاکید قرآن میں سورۂ مزمل میں اس طرح ہے:۔

یَآاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ٥ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ٥
نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ٥ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ٥ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ
قَوْلًا ثَقِیْلًا ٥ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ
اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ٥ اِنَّ لَكَ
فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ٥

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے تھے۔ سورہ نور کے آٹھویں رکوع میں جہاں گھر میں داخل ہونے کے لیے خدام اور باشعور نابالغ بچوں کو اجازت لینے کا حکم ہے وہاں تین اوقات ایسے بیان ہوئے ہیں کہ گھر میں ان کو بغیر اجازت داخل ہونا چاہیے۔ یعنی نماز عشاء کے بعد، نماز فجر سے قبل اور دوپہر کے وقت کہ جب کپڑے اتار کر آرام کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوپہر کو آرام کرنا چاہیے۔ ہم آج کے دور میں جب کہ انسان تسخیر ماہتاب کر چکا ہے اور تسخیر شمس کے لیے بے تاب ہے۔ نیند کے بارے میں اہل علم و فضل سے ٹھیک وہی باتیں سنتے ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن و اسلام میں نہایت واضح ہدایات موجود ہیں۔ اور جن کو ترک کر کے آج انسان نے اپنی صحت کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ایک طرف نیند کے بارے میں یہ ہدایات ہیں۔ دوسری طرف سارا زور اس بات پر ہے کہ رات جلد سو جاؤ۔ اور صبح جلد بیدار ہو جاؤ نماز عشاء کے بعد حکم ہے کہ فوراً سو جاؤ۔ اور بلا ضرورت رات کو دیر تک نہیں جاگنا چاہیے اور فضول باتوں میں یا کاموں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اور پھر ہدایت ہے کہ صبح پو پھٹتے ہی اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ وقت نماز فجر کا ہے۔ جو ہر مومن پر فرض ہے۔

آج دنیا امراض و آلام میں جس بری طرح مبتلا ہے۔ ان کے اسباب کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ایک اہم سبب یہ نظر آنے لگا کہ آج کے انسان نے نیند اور بیداری یعنی سونے اور جاگنے کے ان بنیادی اصولوں کو ترک کر دیا ہے۔ قرآن و حدیث نے جو اس باب میں ہدایت دی ہے آج ساری دنیا اس کی تائید کرتی ہے اور ہر اصول جو قرآن و رسولؐ نے انسان کی رہنمائی کے لیے عطا کیا ہے۔ ہر حال میں اس کی تائید ہوتی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ہم کہاں جا رہے ہیں۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے تو اجر و ثواب بھی ملیگا، اور مصائب و آلام سے نجات بھی

مجلس ذکر میں

۹ مئی ۱۹۷۴ء

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا ایمان افروز خطاب

مرتب
عبد الرشید انصاری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قرآن کریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو دنیا سے جہالت، تاریکی، مایوسی، بے انصافی اور روح و قلب کی بیماریوں کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے۔ وہ ایک صحیح ضابطہ حیات اور فلاح دارین کے لیے نسخہ کیمیا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور مولانا حالی مرحوم نے کتنے خوبصورت انداز میں اس بات کو بیان فرمایا ہے۔

ے
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ (ہر مرض کی دوا موجود ہے) تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم میں پیدا ہونے والی ان گنت بیماریوں میں سے ہر ایک کے لیے مختلف صورتوں میں ادویات فرمائی ہیں جن سے ڈاکٹر، طبیب نسخے تیار کرتے اور مریضوں سے استعمال کرواتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قلب و روح کی جملہ بیماریوں کے علاج کے لیے ایک ہی نسخہ کیمیا "قرآن مجید" نازل فرما دیا ہے۔ لیکن یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان قرآن کے اصل مقاصد کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی تمام پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے بجائے قرآن مجید کو صرف ثواب حاصل کرنے یا کاروبار نہ چلتا ہو کوئی بیماری یا تکلیف ہو تو اس کی مقدس آیات کے تعویذات حاصل کرنے تک کوشش اور جد و جہد کو محدود رکھتے ہیں۔

آج کل یہ فیشن بن گیا ہے کہ کسی کی ٹانگ میں درد ہو پیٹ میں تکلیف ہو یا آنکھیں دکھتی ہوں تو وہ تعویذ لینے کے لیے آجاتا ہے۔ جب ان سے کہا جائے کہ بھائی قرآن کریم کی فلاں آیت فلاں وقت میں پاک صاف ہو کر اتنی بار روزانہ پڑھا کرو تو اس محنت سے بھی دامن چرانے کی کوشش کرتے ہیں جو انہی کے فائدے کے لیے ہے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ حقیقت حال معلوم کی جاتی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کچھ کم و بیش پیغمبر دنیا میں تشریف لائے اور دنیا کی راہنمائی اور ہدایت کے لیے انہوں نے لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکام بیان فرمائے، جو سب عمل کرنے کے لیے تھے۔ اسی طرح آخری امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر احکامات نازل فرمائے جو سب عمل کرنے کے لیے ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کو صرف خوبصورت لکھ کر ادب و احترام کے ساتھ برکت کے لیے رکھ لیا جائے یا تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لیا جائے۔ جو شخص علماء کو گالیاں دیتا ہو، دینی تعلیم کو فضول جانتا ہو، بے ایمانی اور چور بازاری سے حرام دولت کماتا ہو، شب و روز احکام الٰہی کے خلاف چلتا ہو، اس کے پیٹ میں تکلیف ہو، سر میں درد ہو تو تعویذ لینے کے لیے آجائے تو اسے شرم آنی چاہیئے اور خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اسلام اور قرآن کے ساتھ ناانصافی کر رہا ہے۔ مگر ہاں وہ غریب آدمی جو سارا دن محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے، خدا کا نام لیتا ہے۔ بچوں کو کسی موسیقی سنٹر اور کرسچین سکول میں بھیجنے کے بجائے مسجد و مدرسہ میں تعلیم دلاتا ہے اسے کوئی دکھ درد اور پریشانی پیش آتے تو مناسب ہے کہ شفا کے لیے دعا کرائے۔ کوئی عمل پوچھے یا تعویذ لے کیونکہ اس کے پاس بڑے بڑے اونچے درجے کے ہسپتالوں میں جانے کے وسائل نہیں ہیں اور ڈاکٹروں کو سینکڑوں روپے ادا کرنے کی اس میں استطاعت نہیں ہے۔

اس لیے سب کو قرآن مجید پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بلاشبہ قرآن پاک کے ہر ہر لفظ میں برکتیں اور رحمتیں مضمر ہیں۔ ان کے تعویذ بنانے کی بجائے اگر ہم ان کو سمجھ کر پڑھا کریں تو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب بھی عطا فرمائیں گے اور مصیبت و بیماری سے نجات بھی مل جائے گی۔ مثلاً دفع امراض کے لیے سورہ فاتحہ کا عمل کیا جائے۔ لاعلاج امراض اور مایوس بیماروں کے لیے ہمارے اکابر کا یہ مجرب ترین عمل ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اور آپ کے بعد آج تک ہزاروں افراد کو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی برکت سے مہلک امراض سے شفاء کاملہ بخشی ہے۔ اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ مع وصل بسم اللہ (یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ) نماز فجر سے مؤخر یا مقدم اکتالیس مرتبہ روزانہ چالیس یوم تک نہار منہ پڑھ کر نہار منہ مریض کو پلائیں اور ان چالیس دنوں میں چوبیس گھنٹے میں رات دن جب بھی مریض کو طلب ہو یہی پانی پلائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ نصیب ہوگی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"سورہ فاتحہ موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے"۔

اسی طریقہ سے ایک اور عمل بھی یاد رکھیں اور میں ان دونوں کی سب کو عام اجازت دیتا ہوں۔

کچھ عرصہ سے خطوں اور مختلف ذریعوں سے دشمنوں اور مخالفین کے شر سے بچنے کے لیے لوگ تعویذ مانگتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ عمل بہت مفید اور برکت والا ہے۔ اس پر میرا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیوخ کا عمل رہا ہے۔ یہ عمل اس طرح ہے کہ سورہ حشر کی آخری تین آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک نماز عشاء کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائیں۔ پھر دوبارہ ان تینوں آیات میں مذکورہ اسماء حسنیٰ کو لفظ یا کے ساتھ ملا کر جیسے یَا اَللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج یَا مَلِكُ یَا قُدُّوْسُ یَا سَلٰمُ یَا مُؤْمِنُ ایسے ہی آخر تک پڑھا جائے اور اس وقت اپنے مقصد کا تصور کیا جائے (بشرطیکہ مقصد خلاف شریعت نہ ہو) اور پڑھ کر اپنے سینے پر دائیں سے بائیں دم کر لیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مکر ماکرین، کید کائدین، ظلم ظالمین اور شر شیاطین و نفس امارہ سے نجات ملے گی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب کو سمجھنے، اس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اس عظیم الشان انعام کی قدر و منزلت اور رتبہ پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!!

بقیہ: خطبہ جمعہ

اور نیکی و بھلائی کے لیے مستعد ہو گئی اسے دوبارہ زندگی مل گئی اور موت کے منہ سے واپس آگئی۔ خدائے ذوالجلال نے اپنے اسی احسان عظیم کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> "سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو، اور باہم جدا جدا نہ ہو جاؤ۔ اور اپنے اوپر اللہ کے اس احسان عظیم کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ حالانکہ تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر جا پہنچے تھے۔ پھر تم کو اس (تباہی) سے بچا لیا۔ اللہ العالمین یوں اپنے احسانات تمہیں یاد دلاتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ"۔

دعا فرمائیں کہ آج ہم مصائب و مشکلات، ذلتوں اور رسوائیوں کے جس دلدل میں پھنس گئے ہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے دین کے نجات آفرین احکامات پر عمل پیرا ہو جائیں اور اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو ایک بار پھر اکٹھے ہو کر مضبوطی کے ساتھ تھام لیں اور ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین ثم آمین!!

اسلام کی نظر میں

والدہ کا رُتبہ

● مولانا محمد صادق سیالکوٹی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میرے نیک سلوک اور حسنِ معاملت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمہاری والدہ"۔

اس نے پھر پوچھا۔ "حضور! اس کے بعد پھر کون زیادہ مستحق ہے؟" رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمہاری والدہ"۔

اس نے تیسری بار دریافت کیا۔ حضورؐ! پھر کون؟ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ "تمہاری والدہ"۔

چوتھی بار اس نے عرض کیا۔ "حضورؐ! والدہ کے بعد پھر کون زیادہ مستحق ہے؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ "پھر تمہارا والد"۔ (بخاری شریف)

اس فرمانِ نبویؐ سے ثابت ہوا کہ والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا درجہ بہت بلند ہے والد کے ساتھ نیکی کرنا چوتھے درجہ پر رکھا گیا ہے گویا والدہ بہ مقابلہ والد کے تین گنا زیادہ احسان کی حق دار ہے۔ البتہ والدہ کی یہ حیثیت حسنِ سلوک کے لحاظ سے ہے۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں باپ کو برتری حاصل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے۔" (کنز العمال)

مطلب یہ ہے کہ ماں کی خدمت اور اس سے نیک سلوک کرنے پر اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل سے جنّت دے گا۔

حضرت اسماءؓ بنت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میری والدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں میرے پاس آئیں اور ہنوز وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضور! میری والدہ محبت کے جذبات کے تحت میرے پاس آئی ہیں۔ کیا میں صلۂ رحمی کی صورت میں ان سے نیک سلوک کر سکتی ہوں؟ (جب کہ وہ مشرکہ ہیں) رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں اپنی والدہ سے ضرور نیک برتاؤ سے پیش آؤ۔ (بخاری شریف)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "لوگو! اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی کرنا اور ان کی حق تلفی کرنا تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے پہلو تہی کرو۔ اور ساتھ ہی ناجائز مطالبات کرو۔ (صحیح مسلم)

ہزاروں سال بعد

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"عنقریب تم اس ملک (مصر) کو فتح کرو گے۔ جہاں پیمانۂ قیراط مروّج (یاد رکھنا) ہے۔ اس ملک کے لوگوں سے ضرور نیک سلوک کرنا۔ کیونکہ ان لوگوں کا ہم پہ ایک حق ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی صلۂ رحمی ہم پہ واجب ہے (صحیح مسلم)

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں سال پہلے کے والدہ کے رشتہ کو یاد دلایا۔ وہ رشتہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہ علیہ السلام مصر کی رہنے والی تھیں اور تمام عرب (اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ہاجرہؓ کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اس لیے رسول اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ ملک مصر فتح کرنے کے بعد اہلِ مصر سے حسنِ سلوک سے پیش آنا، اپنی والدہ حضرت ہاجرہؓ کی صلۂ رحمی کا حق ادا کرنا۔

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ) مقام جعرانہ پر گوشت تقسیم کر رہے تھے۔ میں ان دنوں نوجوان تھا اور اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیے جا رہا تھا کہ ایک عورت وہاں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی اس کے پاس بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔ میں نے (لوگوں سے) پوچھا۔ یہ خاتون کون ہیں۔ جن کا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا اعزاز و اکرام کیا ہے) کسی نے بتایا (تم انہیں نہیں جانتے) کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہیں۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں دودھ پلایا تھا۔ (ادب المفرد)

والدہ کی طرف سے حج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضورؐ! میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کریں گی لیکن وہ بغیر حج کے فوت ہو گئی ہیں۔ آپ فرمائیں۔ کہ کیا میں (اپنی مرحومہ) والدہ کی طرف سے (نذر مانا ہوا) حج کر سکتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں اپنی والدہ کی طرف سے ضرور حج کرو۔ کیا تمہاری والدہ نے قرض دینا ہوتا تو تم ادا نہ کرتیں؟ (حضور! ضرور کرتی) ۔ پھر اللہ کا قرض (نذر) کی ادائیگی کا زیادہ حق ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث شریف سے جہاں والدین کے قرضوں کی ادائیگی کا حکم نکلتا ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نذر دوسری عبادتوں کی طرح مالی عبادت ہے جو صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ پھر جو کوئی غیر اللہ کی نذر نیاز مانتا ہے اور عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتا ہے ۔ کتب فقہ میں غیر اللہ کی نذر ماننی حرام آئی ہے۔

حضرت کلیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضورؐ! میں کس کس سے نیک سلوک کروں۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی والدہ سے، اپنے باپ سے، اپنی بہن سے، اپنے بھائی سے، اپنے آزاد غلام سے۔ یہ سب رشتے صلۂ رحمی کے حقدار ہیں۔ (ادب المفرد)

بقیہ: پاکیزگی نصف ایمان ہے

صحت اور تندرستی خدا تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔ صحت کی حفاظت کرنا اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے مترادف ہے۔ انسان جس چیز کی قدر کرتا ہے وہ اس کا اور زیادہ مستحق قرار پاتا ہے۔ اور اس سے محروم نہیں ہوتا۔ ناقدری ایک طرح کی ناشکری ہے۔ صحت کی قدر نہ کرنا اس کو کھو دینے کی کوشش کرنا ہے اور بیماریوں کو دعوت دینا ہے۔

اپنی صحت کی قدر کیجیے۔ اصول حفظِ صحت پر عمل کیجیے۔ پاک صاف رہیے اور اس حدیث شریف کو ہمیشہ ذہن میں رکھیے کہ:۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَان۔

پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

خصوصیات

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ـــ پروفیسر حافظ عبدالمجید ایم ایس سی ـــ ایم اے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے شمار خصوصیات عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

اسمائے مصطفےٰ ۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ دونوں کا مادہ حمد ہے یعنی تعریف کرنا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہے جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔ اس لیے آپ احمد ہیں اور اللہ تعالےٰ اور فرشتے اور انسان سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں۔ اس لیے آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ کے ذاتی نام بھی آپ کی شان اور اوصاف بیان کرتے ہیں ؎

ترا محمد و احمد زمیں خواند و زماں
حمید باشد و محمود ذاتِ ربانی
فزوں تر از تو کسے را نہ مدح گفت زماں
زبرتر از تو کسے گفت حمد سبحانی

(یعنی تجھے زمین اور زمان محمد اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پکارتے ہیں۔ جب کہ ذاتِ باری حمید بھی ہے اور محمود بھی ہے۔ زمانہ نے تجھ سے بڑھ کر کسی کی حمد نہیں کہی ـــ محمد ـــ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ تعالےٰ کی حمد تجھ سے بڑھ کر کسی نے نہیں کہی۔ احمد ـــ)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام سو کے قریب ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک آپ کی صفات کے ایک ایک پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

نورِ مصطفےٰ ۲

اللہ تعالےٰ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور یعنی روحِ مبارک کو سب سے پہلے پیدا کیا ـــ اور آپ کی روحِ مبارک کو آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے نبوت عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "میں نبی تھا جب کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے" (ترمذی) اور ایک روایت میں ہے "آدم اس وقت روح اور جسد کے درمیان تھے۔ جب کہ مجھ سے میثاق (نبوت) لیا گیا"۔ (بیہقی) یہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کی روحِ مبارک کو سب سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔

میثاقِ انبیاء

اللہ تعالےٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ تم سب کے بعد ایک رسول آئے گا۔ تم ضرور اس پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو ـــ ارشادِ ربانی ہے :۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ○

(پ ۳ ع ۱۷ ـ آیت ۸۱)

ترجمہ : اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب سے اور حکمت سے ـ پھر (تم سب کے بعد) آئے تمہارے پاس رسول تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے پاس ہے تو اس رسول پر ضرور ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو ـــ (یعنی اپنی امت کو پوری تاکید کر جاؤ کہ اس آنے والے پیغمبر پر ایمان لا کر اس کی اعانت و نصرت کی وصیت کریں) فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا سب (نبیوں نے) کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں"۔

یہ بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ سب نبیوں سے آپ پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا عہد لیا گیا۔

دعائے خلیل ۴

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں باپ بیٹا جب تعمیرِ کعبہ مکمل کر چکے تو دونوں نے مل کر خدا کے حضور میں جو دعائیں مانگیں ان میں سے ایک یہ دعا بھی تھی :۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ الخ

یعنی "اے ہمارے رب! تو ان میں ایک رسول مبعوث فرما ان ہی میں سے"۔

اس دعا کا مصداق حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی ہیں اور یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ ہی کی بعثت کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔

نویدِ مسیحا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی بشارت دی تھی :۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ؕ

(پ ۲۸ ـ سورہ صف آیت ۶)

ترجمہ : اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا۔ کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور مجھ سے پہلے جو تورات آئی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میں خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا"۔

قرآن کریم نے جس بشارت کا ذکر کیا ہے اس کا ثبوت انجیل میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا باب ۱۵ میں ہے :۔

"پر جب وہ فارقلیط جسے میں تمہارے لیے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کی روح جو باپ سے نکلتی ہے تو وہ میرے لیے گواہی دے گا"۔

فارقلیط عبرانی یا سریانی لفظ ہے جس کا ترجمہ احمد ہے۔ اس طرح نبی عربی کی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے آپ کی خوشخبری دی تھی ؎

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا!

سید البشر ۶

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنی امتیں تھیں سب نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ نبی جنسِ انسانی سے بالاتر ہوتے ہیں۔ آپ نے ان کی یہ غلط فہمی دور فرماتے ہوئے اعلان فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ اے نبی کریم! (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجیے۔ میں تمہاری مثل بشر ہوں"۔ لیکن ساتھ ہی یہ بتلا دیا کہ مثلیت صرف جنس کے لحاظ سے ہے درجہ و مقام کے لحاظ سے نہیں۔ چنانچہ فرمایا :۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ

تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ اس لیے تمام انسانوں کا سردار ہونا

بھی آپؐ کی خصوصیت ہے ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سیّد الانبیاءؐ

آپؐ تمام انسانوں کے ہی سردار نہیں بلکہ تمام نبیوں کے بھی سردار ہیں۔ تمام نبیوں سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کا عہد، نیز معراج شریف کے واقعہ میں بیت المقدس کی امامت اس کا واضح ثبوت ہے۔ تمام انبیاء آدمؑ کی اولاد ہیں۔ جب آپؐ تمام اولادِ آدمؑ کے سردار ہیں تو تمام نبیوں کے بھی سردار ہیں۔ نیز آپؐ کا ارشاد ہے:۔

آدم و من دونہ تحت لوائی یوم القیمۃ (قیامت کے دن حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی)

تمام نبیوں کا سردار ہونا یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

خاتم النبیینؐ

آپؐ نبیوں کے سردار ہی نہیں خاتم النبیین بھی ہیں۔ آپؐ پر نبوت ختم ہے۔ آپؐ آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ خاتم النبیین کا لقب آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے:۔

وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

(پ ۲۲۔ ع ۲۔ آیت ۱۰)

ترجمہ: اور لیکن آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور آخری نبی ہیں۔

نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) اور فرمایا لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ۔ (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا) معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور جو نبوت کا دعوےٰ کرے وہ کذاب ہے دجال ہے، کافر ہے، مرتد ہے اور جو ایسے نبی کی نبوت کا اقرار کرے یا اس کو مجدد سمجھے وہ بھی کافر اور مرتد ہے ختم نبوت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

کافۃ للناس

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ آپؐ کی نبوت صرف عرب کے لیے نہیں بلکہ ہر ملک، ہر قوم اور ہر علاقہ کے لیے ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ

(سورہ سبا۔ ع ۳۔ آیت ۲۸)

”اور ہم نے آپؐ کو تمام انواعِ انسانی کے لیے بھیجا ہے“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب تمام دنیا کے انسانوں سے تھا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (پ ۹ ع ۱۰۔ آیت ۱۵۸)

ترجمہ: آپ فرما دیں۔ اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“

جبکہ آپ سے پہلے جتنے نبی و رسول آئے۔ سب نے یَا قَوْمِ (اے میری قوم) کے لفظ سے خطاب فرمایا۔ تورات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:۔

”موسیٰؑ نے ہم کو ایک شریعت عطا فرمائی جو کہ یعقوبؑ کی جماعت کی میراث ہو۔“

(کتاب استثناء ۳۳)

معلوم ہوا کہ تورات کی شریعت خاص بنی اسرائیل کے لیے ہے۔ اسی طرح انجیل متی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نے اس طرح فرمایا:۔

”میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“

(انجیل متی باب ۱۵)

اس کے بالمقابل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے نبی ہیں اور یہ صرف آپؐ ہی کی خصوصیت ہے۔

رحمۃ للعلمین

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں، آپؐ انسانوں کے لیے رحمت ہیں، اپنے دوستوں کے لیے رحمت ہیں، اپنے دشمنوں کے لیے رحمت ہیں، ہر ملک کے لوگوں کے لیے رحمت ہیں، ہر قوم کے لیے رحمت ہیں، عورتوں کے لیے رحمت ہیں، بچوں کے لیے رحمت ہیں۔ الغرض ہر مخلوق کے لیے رحمت ہیں۔ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہونا اور تمام مخلوق کے لیے رحمت ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت ہے۔

ارشاد باری ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

(پ ۱۷۔ ع ۷۔ آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

نبی اُمّی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نبی اُمّی کا لقب اور کسی نبی کو نہیں ملا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ۔

ترجمہ: وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول نبی امّی کی جس کو وہ لکھا ہوا پاتے ہیں تورات اور انجیل میں)

اُمّی کا مطلب اَن پڑھ بھی ہے۔ یعنی جس نے کسی انسان سے کچھ بھی نہ سیکھا ہو۔ نیز مکہ کو اُمّ القریٰ سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ یہیں آپؐ کو نبوت عطا ہوئی۔ نبوت کے بعد بھی آپؐ کو اُمّی کہا جا سکتا ہے۔ اُمّی ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہیں جیسے ماں کے شکم سے بچہ عیب سے پاک پیدا ہوتا ہے۔

علوم مصطفےٰؐ

لیکن اس اُمّی (اَن پڑھ) کے علم کا یہ حال ہے۔ مخلوق میں سب سے زیادہ علم اسی کو عطا کیا جاتا ہے۔ آپؐ کا علم خدائے تعالےٰ کے علم کے برابر تو نہیں ہے اور نہ ذاتی طور پر ہے بلکہ عطائی طور پر لیکن اللہ تعالےٰ کے علم کے بعد سب سے زیادہ علم آپؐ کا ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (پ ۵ ع ۱۴۔ آیت ۱۱۳)

ترجمہ: اور تجھے علم سکھایا ان چیزوں کا جن کا تجھے علم نہ تھا۔

عالم الغیب تو صرف خدا ہے۔ اور کوئی نہیں جو ہر چیز کو ہر وقت جانتا ہو۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے غیوبات کا اظہار سب سے زیادہ آپؐ پر ہی کیا ہے۔

سراجِ منیرؐ

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو سراج منیر یعنی روشن چراغ کا لقب دیا ہے آپؐ نبوت کا آفتاب ہیں۔ اور آپؐ کے آفتاب نبوت کی کرنیں سب سے پہلے اصحابؓ رسولؐ پر پڑیں اور پھر تمام دنیا پر پھیل گئیں۔ اور ان کرنوں نے دنیا کے چپہ چپہ میں ہدایت کا نور پھیلایا۔ سراج منیر کا لقب اور کسی نبی کو نہیں ملا۔

عطائے کوثر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر عطا ہوا اور یہ آپؐ ہی کی خصوصیت ہے۔

مقام محمود

آپؐ کو قیامت میں مقام محمود عطا ہوگا اور یہ بھی آپؐ کی خصوصیت ہے۔

منصب شفاعت

قیامت میں آپؐ کو شفاعت کی اجازت ملے گی۔ جب تمام انبیاء شفاعت سے انکار کر دیں گے۔ اس وقت آپؐ ہی کی شفاعت تمام لوگوں کے کام آئے گی۔ نیز آپؐ کی شفاعت سے تمام مومنین مخلصین جہنم سے نجات پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔

ذکرِ مصطفےٰؐ

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مساوات

فتح بیت المقدس کے موقع پر جب آپ رومیوں سے معاہدہ کرنے کے لیے ایک غلام کے ہمراہ روانہ ہوئے تو آپ کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ اس لیے دونوں بیک وقت سوار ہو کر سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام نے دنیا کو جو سب سے بڑی نعمت عطا کی وہ نوع انسان کی وحدت و مساوات تھی۔ اسلام سے پہلے غلام کو گھاس پھونس کے برابر بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس کو مساوی انسانی حقوق دیے اور ایسے اصول وضع کیے جن سے آئندہ غلامی کا انسداد ہو جائے۔ حضرت عمرؓ عدل و مساوات کے حامی تھے۔ آپ کے نظام حکومت کی بنیاد ہی اس پر تھی۔ چنانچہ اس سفر میں کچھ دیر آپ اونٹ پر سوار ہوتے، اور غلام مہار پکڑتا اور پھر اتنی ہی دیر غلام سوار رہتا اور آپ مہار پکڑتے۔ اس طرح آقا اور غلام باری باری اونٹ پر سوار ہو کر راستہ طے کرتے رہے۔ جب بیت المقدس پہنچے تو سواری کے لیے غلام کی باری تھی۔ اس نے آپ سے سوار ہونے کی درخواست کی مگر آپ نے منظور نہ کی اور اس شان سے شہر میں داخل ہوئے کہ غلام اونٹ پر سوار تھا اور اس کا آقا جس کا نام سن کر قیصر و کسریٰ لرزہ براندام ہوتے تھے مہار تھامے ہوئے تھا۔ یہ تھی محمودؔ اور ایازؔ اور بندہ اور بندہ نواز کے امتیاز کو نظر انداز کرنے کی مایۂ ناز تعلیم۔

ایک دفعہ ابوسفیان اور ابن ہشام اور بلالؓ اور خبیبؓ آپ سے ملنے آئے۔ ابوسفیان اور ابن ہشام قریش کے سرداروں میں تھے لیکن بہت بعد میں ایمان لائے تھے اور حضرت بلال اور حضرت خبیب گو دنیوی لحاظ سے ادنیٰ طبقہ کے تھے لیکن السابقون الاولون میں تھے اور اس وقت ایمان لائے تھے جب اسلام کمزور تھا اور اس کے لیے ان کو بڑی قربانیاں کرنی پڑی تھیں اور اسلامی تعلیم کے بموجب اشرف و افضل تھے۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے پہلے ان دونوں کو بلایا اور بعد میں رئیسوں کو۔ یہ تھا اُن اکرمکم عند اللہ اتقاکمُ" پر عمل۔

شام کا ایک عیسائی رئیس جبلہ مسلمان ہو گیا اور حج کے لیے آیا۔ طواف کرتے ہوئے اس کی چادر پر ایک غریب مسلمان کا پاؤں پڑ گیا تو اس نے اسے طمانچہ مار دیا۔ اس مسلمان نے بھی جواب میں طمانچہ مارا۔ جبلہ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ ایک غریب مسلمان نے میرے مرتبے کا لحاظ نہیں کیا اور میری توہین کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے اپنے کیے کی سزا پائی۔ اس نے تعجب سے کہا کہ ہماری یہ حیثیت ہے کہ جو ہماری شان میں گستاخی کرتا ہے اسے سزائے موت دی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ جاہلیت کا دستور تھا اسلام نے سب انسانوں کو برابر کر دیا ہے۔ وہ بولا ایسے دین سے بیزار ہوں اور مرتد ہو کر بھاگ گیا۔ لیکن آپ نے اس کو راضی کرنے کے لیے قانون کا خون نہ کیا۔

عدل

حاکم کا سب سے بڑا جوہر انصاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک حاکم عادل سب سے محبوب اور حاکم ظالم سب سے مغضوب ہے۔ جو شخص مسلمانوں کا سردار ہو، اور اس کا خاتمہ خیانت اور ظلم پر ہو وہ جنت سے محروم رہے گا۔

خلفائے راشدین نے اس تعلیم کو عملی جامہ پہنا دیا۔ اور "الذین ان مکنہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ" کے بموجب حکومت حاصل کرکے خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کر دیے۔

انصاف کے معاملہ میں حضرت عمرؓ کسی کے جاہ و منصب کا مطلق لحاظ نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص نے شکایت کی کہ میرے حاکم نے مجھے بے قصور مارا ہے۔ تحقیق کی گئی تو حاکم کا ظلم ثابت ہوا۔ آپ نے اسے علانیہ سزا دی تاکہ آئندہ کسی کو زیادتی کی جرأت نہ ہو۔ حج کے موسم میں اعلان کر دیتے تھے کہ جس کو اپنے عامل سے کوئی شکایت ہو بے خوف ہو کر بیان کرے تاکہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ آپ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر میں انصاف نہ کروں تو مجھے فوراً ہلاک کر دے تاکہ مزید بے انصافی کی مہلت نہ ملے۔"

آپ کا انصاف مسلمانوں سے مخصوص نہیں تھا۔ بلکہ مسلم اور غیر مسلم کے لیے یکساں تھا۔ خلفاء راشدین اور بعد کے بھی اکثر سلاطین نے غیر مسلمین کو وہ حقوق دیے جو اُن کو اپنی قومی سلطنتوں میں بھی نہ ملے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے مسلمان فاتحین کا خیر مقدم کیا۔ ان کو اپنے لیے رحمت سمجھا اور ان کی حکومت کو اپنی قوم کی حکومت پر ترجیح دی۔ حضرت عمرؓ نے بیت المقدس میں اعلان کرا دیا کہ عیسائیوں کی جان، مال اور مذہب کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کے گرجوں کو نہ گرایا جائے گا نہ چھینا جائے گا اور مذہب کے بارہ میں کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔

یہ حقوق تمام ذمیوں یعنی غیر مسلم رعایا کو دیے گئے۔ اور مسلمان عاملوں کے نام ہدایتیں جاری کی گئیں کہ ذمیوں سے جو معاہدہ کیا گیا ہے اسے پورا کریں اور ان کی حق تلفی نہ کریں۔

روم اور ایران کی ظالم حکومتوں میں ان کی ہم مذہب عیسائی اور پارسی رعایا بھی انسانی حقوق سے محروم تھی اور غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرتی تھی۔ جب مسلمانوں نے ان ملکوں کو فتح کرکے ان قوموں کو انسانی حقوق عطا کیے تو ان کی آنکھیں کھلیں اور ان کو اسلامی حکومت کی برتری کا احساس ہوا اور انہوں نے تمنا کی کہ مسلمان ہی ہمیشہ ان کے حاکم رہیں۔

آپ نے ایک بوڑھے ذمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو وجہ دریافت کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں نادار ہوں اور کسب کے قابل نہیں ہوں۔ آپ نے اس کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا اور یہ قانون وضع کیا کہ ذمی مسکینوں کو بھی مالی امداد دی جائے۔

ایک مسلمان نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا آپ نے قاتل کو مقتول کے وارث کے حوالہ کیا جس نے قصاص میں اس کو قتل کر دیا۔

عربسوس کے غدار اور باغی عیسائیوں کو جلاوطن کیا گیا تو ان کی جائدادوں کی دوگنی قیمت دی گئی۔ یہ آپ کی فیاضی تھی۔ اگر روم یا ایران کے حکمران ہوتے تو ان کی املاک ضبط کر لیتے اور کوئی معاوضہ نہ دیتے۔

ایک قبطی نے فریاد کی کہ حاکم مصر عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ نے مجھے ناحق مارا ہے۔ حضرت عمرؓ نے معاملہ کی تحقیق کرکے اس قبطی سے عبداللہ کے کوڑے لگوائے۔

آپ کے پاس ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ آیا۔ آپ نے تفتیش کرکے یہودی کے حق میں فیصلہ کیا۔

وفات کے وقت بھی آپ نے وصیت کی کہ ذمیوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے۔

آپ کے خوان کرم سے حیوان بھی محروم نہیں تھے۔ ایک اونٹ والے کو اس لیے سزا دی کہ اس نے اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد رکھا تھا۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے لیے مچھلی منگائی۔ جس اونٹ پر وہ لائی گئی اُسے تھکا ہوا اور پسینہ میں تر دیکھ کر فرمایا "میری وجہ سے اس بے زبان کو اتنی تکلیف پہنچی لہٰذا میں یہ مچھلی نہ کھاؤں گا۔"

دوسروں کے معاملہ میں انصاف کرنا آسان ہوتا ہے اس کی آزمائش اس وقت ہوتی ہے جب فیصلہ اپنے خلاف ہو۔ حضرت عمرؓ انصاف کے اس معیار پر بھی پورے اترے۔ آپ نے کہا کہ گھوڑا ناپسند ہونے پر واپس کر دیا جائے گا لیکن جانچ اور سواری کرنے میں اس گھوڑے کو کچھ چوٹ لگی۔ حضرت عمرؓ نے اسے ناپسند کیا اور واپس کرنا چاہا مگر اس کے مالک نے

یہ کہہ کر اسے واپس لینے سے انکار کر دیا کہ چوٹ سے اس میں نقص آ گیا ہے۔ قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا تو اس نے فیصلہ کیا کہ سواری مالک کی اجازت کے بغیر کی گئی اس لیے وہ واپس لینے پر مجبور نہیں ہے حضرت عمرؓ نے اس فیصلہ پر خوشی کا اظہار کیا۔

ایک شخص نے آپ کے خلاف قاضی کی عدالت میں نالش کی۔ قاضی نے آپ کو طلب کیا۔ آپ بلا تامّل عدالت میں حاضر ہوئے۔ قاضی آپ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس فعل کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ میں یہاں امیر المومنین نہیں بلکہ مدعا علیہ ہوں۔ مدعی اور مدعا علیہ کی حیثیت برابر ہے۔ یہ کہہ کر آپ مدعی کے پاس کھڑے ہو گئے۔

آپ قاضیوں اور عاملوں کے تقرر میں بہت محتاط تھے۔ عادل، متقی، بلند اخلاق، خدا ترس اور کتاب و سنت سے واقف کو یہ عہدے دیتے تھے۔ ان کے لیے یہ قانون تھا کہ اپنے مکان کے آگے ڈیوڑھی نہ بنائیں اور دربان نہ رکھیں تاکہ فریاد کرنے والوں کے لیے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص امیر کوفہ نے اپنے محل کے آگے ڈیوڑھی بنائی۔ حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو بھیجا جنہوں نے ڈیوڑھی کو آگ لگا دی۔ اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے حضرت سعد کا حال دریافت کیا۔ بعض نے ان کی تعریف کی اور بعض نے مذمت۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر کو مقرر کیا۔

ہدایات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عدالت میں قاضی کے نزدیک خلیفہ وقت اور ایک عام آدمی برابر نہ ہوں تو وہ منصب قضا کا اہل نہیں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو قاضی بناتے وقت نصیحت کی کہ یہ بڑی ذمہ داری کا عہدہ ہے۔ صرف حق بات کہنے سے کچھ فائدہ نہیں جب تک اس پر عمل نہ ہو۔ تمام معاملات میں عدل اور مساوات ملحوظ رکھو تاکہ کوئی زبردست تم سے ظلم کرانے کی طمع نہ کرے اور کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو۔ بار ثبوت مدعی پر ہے اور قسم منکر کے ذمہ۔ مسلمانوں کے درمیان صلح مناسب ہے، بشرطیکہ کسی کا حق نہ مارا جائے۔ اگر تم کو اپنے کسی فیصلہ کی غلطی معلوم ہو جائے تو اسے رد کرنے میں تامّل نہ کرو کیونکہ باطل پر قائم رہنے سے حق کی طرف رجوع بہتر ہے۔ خوب سوچ کر فیصلہ کرو اور اس میں اوّل کتاب اللہ سے اور پھر سنت رسول اللہ سے اور پھر امثال و نظائر سے مدد لو۔ جہاں تک ہو سکے شک سے بچو اور یقین حاصل کرو۔ ایسے لوگوں کے سوا جن پر حد جاری کی جا چکی ہو یا جن کے متعلق جھوٹی شہادت کا تجربہ ہو یا قرابت دار ہوں سب مسلمان ایک دوسرے کے گواہ ہو سکتے ہیں۔

امیر شام حضرت معاویہ کو لکھا کہ عوام سے قریب رہو، اور کمزور کو موقع دو کہ وہ بیباکی سے زبان کھول کر اپنا حال بیان کر سکے۔ اجنبی کو ملاقات کی اجازت دو۔ کیونکہ اگر ملاقات میں رکاوٹ پیدا ہو گی تو اس کی ہمت ٹوٹ جائے گی اور وہ اپنا حق چھوڑ دے گا اور اس صورت میں تم اس کی حق تلفی کے ذمہ دار ہو گے۔ جب تک قطعی ثبوت نہ ملے لوگوں کے درمیان صلح کراتے رہو۔ جب فریقین عادل گواہوں اور پکی قسموں کے ساتھ حاضر ہوں تو حکم نافذ کرو۔ تمام لوگوں کو خواہ دُور رہوں یا نزدیک ادنےٰ ہوں یا اعلےٰ برابر سمجھو۔ طمع اور رشوت سے بچو اور غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرو۔ ہر لمحہ حق پر ثابت قدم رہو۔

امیر بصرہ عتبہ کو ہدایت کی کہ ظلم اور نقض عہد سے بچو ورنہ اللہ تعالےٰ تم سے حکومت چھین لے گا کیونکہ اس نے تم کو اسی شرط پر حاکم بنایا ہے کہ اس کے بندوں پر ظلم نہ کرو۔ اگر تم اس سے کیا ہوا عہد پورا کرو گے تو اس کی نصرت و حمایت کے مستحق ہو گے۔

حضرت سعد کو ایران کی مہم پر روانہ کرتے وقت فرمایا کہ اللہ پر توکل کرو اور اسی سے مدد مانگو۔ تم ایسے لوگوں کے مقابلہ پر جا رہے ہو جو بڑے جنگجو اور کثیر لشکر اور سامانِ حرب کے مالک ہیں۔ ان کے ملک تک پہنچنے میں دریاؤں اور صحراؤں کی وجہ سے مشکلات پیش آئیں گی۔ ان کے مکر و فریب میں نہ آنا۔ اگر تم نے امانت، دیانت، صبر اور استقلال سے کام لیا تو تم ہی کامیاب ہو گے۔

تقوےٰ اور دیانت

آپ کی زوجہ محترمہ نے ملکہ روم کے پاس عطر کی چند شیشیاں بطور تحفہ بھیجیں۔ اس نے یہ شیشیاں جواہر سے بھر کر واپس کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جواہر بیت المال میں داخل کر دو کیونکہ گو عطر تمہارا تھا لیکن جو قاصد لے کر گیا تھا وہ حکومت کا ملازم تھا۔

ایک دفعہ آپ نے دودھ پیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ کسی جنگل میں صدقہ کی اونٹنیاں چر رہی تھیں اُن کا دودھ ہے۔ آپ نے قے کر کے وہ سب دودھ نکال دیا۔

آپ کو قرض کی ضرورت ہوئی بعض لوگوں نے رائے دی کہ بیت المال سے لے لیجئے اور جب استطاعت ہو واپس کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ ممکن ہے ادا کرنے سے پہلے موت آ جائے اور لوگ تجویز کریں کہ یہ قرض معاف کر دینا چاہیئے۔

آپ کی انتہائی احتیاط اور دیانت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے اپنے صاحبزادہ کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تو فرمایا کہ یہ نہ کہنا کہ امیر المومنین نے بھیجا ہے بلکہ یہ کہنا کہ عمرؓ نے بھیجا ہے کیونکہ میں امیر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت سے یہ درخواست کر رہا ہوں

آپ نے مال غنیمت سے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ کو مہاجرین کے برابر حصہ نہیں دیا۔ لوگوں نے سفارش کی کہ یہ بھی مہاجر ہیں —— آپ نے فرمایا یہ مہاجر نہیں ہیں۔ اس کے والدین نے ہجرت کی تھی اُن کے ساتھ یہ بھی چلا آیا۔

یورپین مؤرخین نے اعتراف کیا ہے کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے خلفاء راشدین نے دُنیا کو نیکی اور انصاف سے بھر دیا۔ اُن کے کارنامے اور اخلاق عالیہ آج بھی حیرت انگیز متاثر کرنے والے اور قابلِ اتباع ہیں +

منشی نور احمد لاہوری

مجلس احرار کے پرانے کارکن اور جمعیت علماء اسلام کے ہمدرد منشی نور احمد لاہوری انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات ۵ مئی کو ہوئی —— آپ خوشنویس یونین کے سابق صدر اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مرحوم و مغفور کے ساتھ تحریکِ خلافت کے سلسلہ میں ہجرتِ افغانستان میں آپ کے رفیق تھے اور ۱۹۳۱ء میں ڈوگرا حکومت نے کشمیر میں جب مسلمانوں پر مظالم ڈھانے شروع کیے اور مساجد کو مسمار کرنا شروع کیا تو مجلس احرار نے پنجاب اور دیگر علاقوں سے مسلمانوں کی امداد کے لیے جو جتھے رضاکاروں کے روانہ کیے ان میں آپ بھی شامل تھے۔ چنانچہ برطانیہ گورنمنٹ نے راولپنڈی میں ان سب کو گرفتار کر کے جب جیلوں میں بند کر دیا تو ان کے ساتھ آپ کی گرفتاری بھی عمل میں آئی اور تین ماہ سزا بھگتنا پڑی۔ مرحوم کے ایک مخلص دوست اور رفیق جیل میاں عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ جیل کے زمانہ میں احرار رضاکاروں پر جیل والوں کی طرف سے جو تکلیفیں اور مشقتیں آئیں تو سب نے ان کے خلاف کچھ نہ کچھ احتجاج کیا۔ اور حکام بالا کے پاس شکایت کی مگر منشی نور احمد مرحوم نے کبھی شکایت نہ کی۔ صرف اتنا فرماتے تھے کہ میرے لیے روشنی کا انتظام کر دو تاکہ میں نماز ادا کر سکوں اور قرآن کریم کی تلاوت کر سکوں۔ ظاہر ہے کہ ایسی ہستیوں کا پیدا ہونا محال تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

جاری کردہ: جمعیۃ علماء اسلام لاہور۔

حضرت مولانا عبدالمنان دہلوی مرحوم

از صاحبزادہ فضل الرحمان مدرسہ سبحانیہ، نواب والی مسجد، صدر بازار دہلی

حضرت مولانا عبدالمنان دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سانحہ ارتحال اور مرض الوفات کے حالات پر مشتمل ایک مکتوب مولانا مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمان سلمہ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری دامت برکاتہم و مد فیوضہم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ ارسال فرمایا تھا جو بینات کراچی کے شکریہ کے ساتھ ہم قارئین خدام الدین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(مدیر)

سیدی حضرت اقدس ادام اللہ اظالکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

کئی دن سے سوچ رہا تھا کہ آنجناب کو عریضہ لکھ کر اس قیامت خیز حادثہ سے مطلع کروں جو گزشتہ ہفتہ میں ہم سب پر بیت گیا ہے اور اپنے پورے خاندان کے لیے آنجناب سے دعا کی درخواست کروں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائیں آمین۔ کئی بار قلم اور کاغذ لے کر بیٹھا لیکن خط نہ لکھ سکا۔ آج بھی طبیعت پر جبر کر کے لکھنا شروع کیا ہے مگر اس تصور سے ہی طبیعت پر رقت طاری ہوتی جا رہی ہے۔ میرے والد جو چند روز قبل یہاں سبق پڑھاتے ہوئے نظر آتے تھے اور صبح کے وقت ان کے ذکر سے یہاں کی فضائیں معمور رہتی تھیں آج ہمارے درمیان نہیں رہے۔ گزشتہ سہ شنبہ کو بعد عصر بلکہ یوں کہیئے کہ مغرب سے متصل وہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور ہم میں سے کسی کو خبر نہ ہو سکی۔ حج سے واپسی کے بعد ہی سے وہ اکثر مجھ سے یہ کہتے رہتے تھے کہ میں نے زندگی میں تین حج کے لیے دعائیں مانگی تھیں اور اب میرے تین حج پورے ہو گئے ہیں۔ اس لیے اب میں کسی بھی وقت اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ اس طرح اچانک ہی چل دیں گے۔ آخرت کے سفر کے لیے بھی انہوں نے وہی وطیرہ اختیار کیا جو اپنی زندگی میں اپناتے رہے۔ ان کے اسفار ہمیشہ اسی طرح ہوتے تھے کہ ہمیں اکثر ان کے واپس آنے کے بعد ہی پتہ چلتا تھا کہ وہ کہاں ہو کر آئے ہیں۔ حج سے واپسی پر انہیں سینہ میں تکلیف کا احساس ہوتا تھا۔ مجھ سے ایک بار سینہ کی تکلیف کا تذکرہ کیا تو میں نے ان سے کسی ماہرِ امراض قلب سے مشورہ کرنے کے لیے کہا۔ میرے اصرار پر آج سے تقریباً ۴ یا ۵ ماہ پیشتر میں نے انہیں ہمدرد نرسنگ ہوم میں دکھایا۔ وہاں کے سب سے بڑے ڈاکٹر نے ان کا معائنہ کیا اور مجھے الگ لے جا کر یہ بتایا کہ تمہارے والد کو بہت ہی سیریس دل کی بیماری ہے آپ انہیں فوراً ہمارے یہاں داخل کرا دیں۔ ڈاکٹر کے ایما پر میں نے اسی وقت نرسنگ ہوم میں داخل کرا دیا۔ مگر جب وہ اوپر پہنچے تو انہیں یہ احساس ہوا کہ میں نے انہیں داخل کرا دیا ہے اور اب کچھ دن انہیں قیام کرنا پڑے گا تو وہ مجھ پر غصہ ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ اس ماحول میں رہ کر اگر میری عمر دس دن کی ہو گی تو میں دو دن ہی میں مر جاؤں گا مجھے یہاں سے لے چل۔ میں صرف اسی جگہ مرنا چاہتا ہوں، جہاں میرے کانوں میں اذان کی آواز آتی رہے۔ میں اسی وقت ڈاکٹر سے اجازت لے کر انہیں مدرسہ واپس لایا تھا مگر ان سے ای، سی، جی سے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ انہیں دل کی تکلیف ہے۔ ڈاکٹر نے سفر وغیرہ کرنے سے بالکل منع کر دیا تھا، مگر انہوں نے ڈاکٹری ہدایت کو مرتے دم تک قابلِ اعتنا نہیں سمجھا۔ ۱۶ر یا ۱۷ر جنوری کو وہ میوات گئے۔ وہاں الور میں دل کا دورہ پڑا۔ معمولی سا افاقہ ہوا تو وہ اتوار کے روز ۲۰ر جنوری کو عشاء کے لگ بھگ یہاں مدرسہ میں پہنچ گئے۔ یوں تو پچھلے کئی مہینوں سے وہ یہ کہتے آ رہے تھے۔ کہ بس اب چل چلاؤ ہے مگر پندرہ بیس دن سے وہ ہر ایک سے یہی کہتے رہے کہ اب میرا سفر ختم ہو چکا ہے اور اب کسی بھی وقت میری روانگی ہو سکتی ہے۔ ہم سب لوگ سمجھتے رہے کہ اس قسم کی باتیں ہمیشہ ہی کرتے رہتے ہیں ہمیں کیا معلوم تھا کہ نوشتہ تقدیر کو پڑھ چکے ہیں۔ انتقال سے پانچ چھ روز قبل بالکل غیر متوقع طور پر محلہ کی اس قبرستان میں گئے جس میں انہیں بعد میں دفن کیا گیا ہے۔ اور قبرستان کی مسجد کے امام سے جو اتفاقاً ہمارے مدرسہ کا طالب علم رہ چکا ہے ملے اور یہ کہا کہ اب چند روز بعد ہم بھی یہیں آنے والے ہیں۔ میرے ایک بچپن کے ساتھی سے راہ چلتے ملاقات ہوئی تو اس سے شکایت کی کہ اب تو تم عید کے چاند بن گئے ہو۔ اس کے بعد پُرسوز آواز سے یہ شعر پڑھا۔

ہمیں جب نہ ہوں گے تو کیا رنگِ محفل
کسے دیکھ کر آپ شرمائیے گا

اس کے بعد کہنے لگے کہ بس اب میرا سفر ختم ہو چکا ہے اور کسی بھی وقت میں چلا جاؤں گا۔ ۲۰ر جنوری کو میوات سے واپسی پر ہر ایک سے ملتے ہوئے کہہ کر آئے کہ بس یہ میرا آخری سفر ہے اور الور سے نوح آئے اور نوح سے دہلی کے لیے سوار ہوتے ہوئے بس اسٹیشن پر کھڑے ہوئے بے حد رقت آمیز انداز سے چھڑی پر (آخری دنوں میں چھڑی لے کر چلا کرتے تھے) دونوں ہاتھ رکھ کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہنے لگے کہ یا اللہ میں تو اس قابل نہیں کہ آپ مجھ سے محبت کریں اور اس قدر برداشت میرے اندر ہے نہیں کہ میں آپ کا غضب سہہ سکوں۔ اس لیے اب میں اپنا فیصلہ آپ ہی کے اوپر چھوڑتا ہوں۔ یہ کہہ کر رونے لگے۔ عشاء کے لگ بھگ دہلی پہنچے۔ انہیں الور ہی میں تکلیف ہوئی تھی اور پھر نوح میں بھی انہیں سینہ میں درد محسوس ہوا تھا۔ یہاں مدرسہ میں پہنچنے پر کسی طالب علم کو انگریزی لکھتے ہوئے یا سیکھتے ہوئے دیکھ لیا بس اس بات پر انہیں شدید غصہ آیا اور تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ وہ غصہ ہوتے رہے اور انگریزیت کے خلاف اپنے شدید غم اور غصہ کا اظہار کرتے رہے۔ دراصل یہی غصہ ان کی تکلیف میں شدت کا باعث بنا۔

اس موقع پر میں ان کا ایک خواب بھی سنا دوں۔ جو انہوں نے اپنی عمر کے آخری ایام ہی میں دیکھا تھا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ انگریز بہت سے بڑے بوڑھوں کو پھانسی پر چڑھا رہے ہیں۔ ان پھانسی پانے والوں میں سے میں بھی ہوں۔ انہیں آخری دنوں میں وہ یہ کہتے رہتے تھے کہ مجھے خواب میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور والد صاحب بہت نظر آ رہے ہیں اور میں بھی ان لوگوں کے پاس جانے والا ہوں۔ جنوری کو پیر کے روز انہوں نے اپنے اسباق میں سے صرف ایک سبق پڑھایا اور وہ بھی طلبا سے یہ کہہ کر چلو تم ایک شعر پڑھ لو۔ شاید زندگی کا آخری سبق ہو۔ پیر کے روز سارے دن تقریباً پژمردہ سے رہے۔ عشاء کے بعد سہ شنبہ کی شب میں انہیں آہستہ آہستہ درد شروع ہوا مگر انہوں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے چلتے پھرتے اٹھا لینا اور مجھے کسی کا محتاج نہ بنانا۔ اپنے اسی ذہن کی وجہ سے وہ اپنی تکالیف عزیز و اقارب تک سے چھپاتے کسی بھی قسم کی خدمت لینا گوارا نہیں کرتے تھے۔ رات کو ان کو شدید قسم کی تکلیف ہوئی۔ والدہ کا بیان ہے کہ وہ اپنی تکلیف کے دوران بس یہی کہتے رہے کہ بس یہی رات ہے اور اب تو تمہیں برداشت کرنا پڑے گا۔ اب تو اللہ کی مرضی میں راضی رہنا ہو گا اور تکلیف کی شدت میں بے چین ہو کر یہی کہتے رہے۔ منگل کے روز وہ تقریباً سارے ہی دن رضائی اوڑھے رہے۔ زمین ہی پر لیٹے رہے۔ نمازیں البتہ پڑھتے رہے۔ فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی، وہ انہوں نے تقریباً دس گیارہ بجے پڑھی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ زمین پر لیٹ گئے۔ رات سے سب کا یہی اصرار تھا کہ چارپائی پر لیٹ جائیں مگر انہوں نے جواب میں یہی کہا کہ نہیں۔ اب تو بس زمین پر ہی لٹائیں۔ یہیں زیادہ آرام مل رہا ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد بھی رضائی اوڑھے لیٹے رہے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے لیے اٹھ کر وضو کیا۔ نماز پڑھی اور صحت کی گولی کھا کر رضائی اوڑھ کر لیٹ گئے۔ تقریباً ساڑھے پانچ بجے کے قریب ایک طالب علم نے رضائی اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کی تو اشارۃً رضائی

اٹھانے سے منع کیا۔ طالب علم نے سُنا تو کلمہ کا ورد کر رہے تھے۔ اس کے بعد مغرب کی اذان ہونے پر اُن کو اٹھانے کی کوشش کی گئی تو وہ سیدھے لیٹے ہوئے تھے۔ دونوں ہاتھ تکیہ پر کانوں کے برابر اس انداز سے رکھے ہوئے تھے جیسے تحریمہ کے وقت اٹھائے جاتے ہیں اور بالکل ایسی حالت تھی جیسے کہ آرام فرما رہے ہوں۔ لیکن چونکہ وہ سوتے ہوئے اچھی خاصی آواز کے ساتھ خراٹے لیا کرتے تھے۔ اس لیے اس طرح سے اُن کا پُرسکون لیٹا رہنا باعثِ تشویش ہوا۔ ادھر نمازِ مغرب شروع ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی ڈاکٹر آیا اور اُس نے معائنہ کے بعد یہ فیصلہ سُنا دیا کہ وہ اب اس دُنیا سے رحلت کر چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بدھ کے روز ۲۸ر ذوالحجہ ۲۳ر جنوری ۱۹۷۳ء کو تقریباً صبح دس سوا دس بجے نواب والی مسجد سے جنازہ اُٹھا اور شہر سے تقریباً تمام متعلقین اور حضرت نظام الدین سے مولانا عبیداللہ صاحب وغیرہم تشریف لاتے ہوئے تھے۔ تقریباً ہزار بارہ سو کے قریب مجمع تھا۔ عیدگاہ کے میدان میں نمازِ جنازہ ہوئی۔ مولانا سید محمد میاں صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد عیدگاہ سے متصل محلہ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

میرا تو اصرار یہ تھا کہ انہیں قبرستان خواجہ باقی باللہ میں رکھا جائے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ اب مجھے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور والد صاحبؒ خواب میں بہت نظر آتے ہیں اور مجھے اپنے پاس بُلاتے ہیں۔ آخری دنوں میں بہت خاموش رہا کرتے تھے اور ذکر میں بے حد روتے تھے۔

میں نے اپنا عریضہ بہت پہلے لکھنا شروع کیا تھا مگر بے انتہا کوششوں کے باوجود نہ تو پورا کر سکا اور نہ ہی اس ڈھنگ سے لکھ سکا جیسا کہ چاہیے تھا۔ آج معلوم ہوا کہ ایک صاحب کل نظام الدین سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں تو طبیعت پر زور دے کر یہ جیسا تیسا کر کے خط پورا کر کے نظام الدین بھجوانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ خدا کرے کہ میرا یہ خط آپ کے پاس پہنچ جائے۔

معلوم نہیں کیوں اپنے اندر اتنی ہمت نہیں پاتا کہ اپنے والد صاحب رحمہ اللہ کے متعلق حالات کو بار بار لکھوں لیکن یہ ضروری سا معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم اس خط ہی کی ایک نقل حضرت مولانا مدظلہٗ العالی کو سرگودھا اور ایک نقل مولانا یوسف صاحب بنوری مدظلہٗ العالی کو کراچی بھیجی جائے۔ اور وہ ایک مختصر سا مضمون اپنے رسالے بینات میں شائع کر دیں تاکہ والد صاحبؒ کے پاکستانی متعلقین کو جو کثیر تعداد میں ہیں اُن کے آخری حالات کا کچھ علم ہو سکے۔ اسی لیے عرض کرنے کی جرأت کر رہا ہوں کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس خط کی یہ دو نقلیں حضرت مولانا مدظلہٗ العالی اور مولانا بنوری مدظلہٗ العالی کو ارسال کر دی جائیں۔ آخر میں نہایت عجز کے ساتھ دعا کی درخواست ہے۔

فقط والسلام، طالبِ دعا غمزدہ فضل الرحمٰن،
۱۹ر محرم الحرام ۹۳ھ

بقیہ: خصوصیاتِ پیغمبرؐ

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

یہ آپؐ ہی کی خصوصیت ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں آپؐ کا نام پانچوں وقت اذان میں بلند ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی زبان پر ہر وقت اس نام کا تذکرہ رہتا ہے۔ دنیا کا کوئی فرد اس نام سے نا آشنا نہیں۔

معجزاتِ مصطفےٰؐ

معجزہ اس خلاف عادت بات کو کہتے ہیں جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ یہ فعل تو اللہ کا ہوتا ہے لیکن نبی کے ہاتھ پر اس کا اظہار اس لیے ہوتا ہے کہ تاکہ لوگ نبی کی صداقت پر یقین کر لیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ معجزات عطا فرمائے۔ خود آپؐ کا وجود مبارک معجزہ تھا۔ آپؐ کو معراج شریف کا معجزہ عطا ہوا۔ جو اور کسی نبی کو نصیب نہ ہوا آپؐ کو زندہ معجزہ قرآن کریم عطا ہوا۔ ایسی کتاب اور کسی نبی کو نہیں ملی۔

عصمتِ مصطفےٰؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے گناہوں سے پاک تھے۔ آپؐ سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ آپؐ کو اگلے پچھلے تمام گناہوں سے محفوظ کر دیا گیا۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

(سورہ فتح۔ ع ۱۔ آیت ۲)

ترجمہ: "ہم نے آپؐ کو فتح مبین عطا کی۔ تاکہ اللہ آپؐ کے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دے"

بقول امام سبکیؒ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کوئی لغزش یا گناہ واقع ہوا مطلب یہ ہے کہ اگر لغزش کا امکان بھی تصور کر لیا جائے تو وہ بھی بخش دی گئی۔

تکمیلِ دین

یہ بھی حضورؐ ہی کی خصوصیت ہے کہ آپؐ پر دین اسلام کی تکمیل ہوئی۔

ارشادِ ربانی ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ۔

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔

کثرتِ امت

آپؐ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ دوسرے تمام نبیوں کی امتوں سے آپؐ کی امت تعداد میں کثیر ہو گی۔

رعب و نصرت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رعب اور دبدبہ عطا فرمایا گیا کہ دشمن دُور دراز بیٹھا ہوا آپؐ کا نام سن کر کانپتا تھا۔

تمام روئے زمین سجدہ گاہ

یہودی اور عیسائی اپنے عبادت خانوں کے بغیر عبادت نہ کر سکتے تھے۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی گئی کہ آپؐ کی امت کے لیے تمام روئے زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی۔ ع

مسجد او شد ہمہ روئے زمین

مالِ غنیمت

اس سے پہلے مالِ غنیمت حلال نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جتنی فتوحات ہوتیں ان میں جو مالِ غنیمت ملتا اس کو جلا ڈالتے۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور آپؐ کی امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا۔

جوامع الکلم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی گئی کہ آپؐ کا کلام مختصر اور جامع ہوتا تھا۔ گویا آپؐ دریا کو کوزہ میں بند کر دیتے۔ آپؐ کی ہر بات مختصر لیکن پُرمعنی اور فصیح و بلیغ ہوتی تھی۔

یہ خصوصیت نبویؐ کا ایک نہایت مختصر خاکہ ہے بہت سی خصوصیات اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہیں مثلاً آپؐ کا اخلاق، حسن و جمال، آپؐ کے اصحابؓ، ازواج اور اولاد کا مقام، آپؐ کی ذاتی خصوصیات وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی تمام خصوصیات سے آگاہ ہونا کسی انسان کی مجال نہیں۔ آپؐ ہر صفت میں ہر پہلو سے تمام مخلوق سے اعلیٰ ہیں ؎

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

*

پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

۲۵ر مئی۔ بروز ہفتہ۔ ۶½ بجے شام روانگی بذریعہ ہوائی جہاز برائے راولپنڈی۔ ۷½ بجے شام راولپنڈی ایئرپورٹ سے بذریعہ کار بعزم کیمبلپور۔ نمازِ عشاء کے بعد مسجد مدنیہ میں مجلس ذکر کرائیں گے۔

۲۶ر مئی۔ نماز فجر کے بعد مدرسہ فاروقیہ کے کامیاب طلبہ کی دستار بندی اور سنگ بنیاد — اس کے بعد واہ کینٹ میں درس قرآن کی نویں سالانہ تقریب میں شرکت فرمائیں گے۔

نماز عصر ٹیکسلا میں ادا کریں گے اور ۸ بجے رات بذریعہ ہوائی جہاز روانگی برائے لاہور۔

بچوں کا صفحہ

اللہ کا شکر

پیارے بچو! ہم تم کس کے بندے ہیں؟ اللہ تعالےٰ کے، اسی نے ہم کو پیدا کیا وہی ہم کو پالتا پوستا ہے۔ اور جب وہ چاہے گا ہم کو اپنے پاس بلالے گا۔ وہ ہم پر بڑا ہی مہربان ہے۔ اس نے ہم کو بے شمار نعمتیں بخشی ہیں۔ کھانے کو بھانت بھانت کے اناج، مزیدار گوشت، لذیذ میوے دیے اور پینے کو ٹھنڈا پانی عطا کیا ہے۔ دو ہاتھ دیے ہیں کہ کام کاج کریں، دو پاؤں عطا کیے ہیں کہ چلیں پھریں۔ اسی طرح دیکھنے کے لیے دو آنکھیں دی ہیں۔ سونگھنے کے لیے ناک اور سننے کے لیے دو کان دیئے ہیں۔ باقی جتنے جاندار ہیں۔ بکری، گائے، بھینس، گھوڑا، کتا، بلی، چیل، کوا، طوطا، چڑیا غرض سارے کیڑے، مکوڑے سب اللہ تعالےٰ نے پیدا کیے ہیں۔ وہی سب کو پالتا ہے، وہی مارتا ہے۔ وہی کھانے پینے کی نعمتیں بخشتا ہے۔

اللہ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے اور ان کو ایسی ایسی نعمتیں بخشتا ہے، پھر بندے اس کا کیا کام کرتے ہیں، اس کی کوئی خدمت بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ نہیں نہیں — وہ کسی سے خدمت نہیں چاہتا، نہ اسے اس کی ضرورت ہے۔ نہ وہ کسی کا محتاج ہے۔ ہاں بندوں پر یہ لازم ہے کہ اس کی عنایتوں کو یاد رکھیں اور اس کی نعمتوں کا شکر کریں۔ شکر کیا ہے۔ نعمت بخشنے والے کا احسان ماننا۔ اس کی بخشش پر خوش ہو کر اس کی تعریف کرنا۔

تم پوچھو گے کہ اللہ تعالےٰ سب مخلوقات کو نعمتیں بخشتا ہے۔ کیا انسان اور کیا چرند پرند — تو پھر سب جاندار اس کا شکر کرتے ہیں۔ تم کل صبح سویرے آؤگے تو ہم یہ بات اچھی طرح سمجھائیں گے۔

یہ دیکھو! ابھی سورج نہیں نکلا۔ مگر جانور اپنے بسیروں سے نکل آئے۔ مینا، طوطے، کوّے کیسی طرح طرح کی بولیاں بول رہے ہیں۔ موروں نے جنگل سر پر اٹھا لیا ہے۔ چڑیوں نے چیں چیں کا شور مچا رکھا ہے۔ تم ان کی بولیاں نہیں سمجھتے۔ یہ سب خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جب تم رات کو سوتے ہو تو دالان سے چک چک کی آواز سنتے ہوگے۔ تم جانتے ہو یہ کس کی آواز ہے؟ یہ جھینگر ہے جو اپنے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تم نے اکثر رات کو مینڈکوں کا ٹرّانا سنا ہوگا۔ یہ بھی اللہ کی نعمتوں کے گیت گایا کرتے ہیں۔

ذرا سوچو! کہ جب بے زبان جانور خدا کا ذکر کرتے ہیں تو انسان کیوں نہ کرے پرندے اندھیرے منہ اٹھتے ہیں اور خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔ مگر غافل لوگ اس وقت پڑے سوتے رہتے ہیں۔ جھینگر اور مینڈک رات بھر خدا کو یاد کرتے ہیں۔ مگر وہ ان لوگوں کی نیند کا وقت ہوتا ہے۔

جب بے سمجھ جانور خدا کو یاد رکھیں تو انسان اس کو کیوں بھلائے۔ انسان کو تو خدا نے عقل اور فہم دیا ہے سمجھنے اور پرکھنے کا مادہ بخشا ہے۔ اس پر تو سب سے پہلے فرض ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو یاد رکھے۔ اس کی نعمتوں کی طرف دھیان کرے اور اس کا شکر بجا لائے۔ صبح کو اٹھے تو اس کی بندگی کرے اور رات کو سونے لگے تو پہلے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو، پھر لیٹے۔

پیغمبرؐ کی تابعداری

تم پوچھو گے کہ خدا کا شکر اور بندگی کس طرح کرنی چاہیے۔ لو سنو!

خدا کے جتنے بندے ہو چکے اور جتنے ہیں اور جتنے ہوں گے ان میں سب سے زیادہ پاک اور نیک بندے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ وہ خدا کو اپنے تمام بندوں سے بڑھ کر پیارے ہیں اور اس کی درگاہ میں سب سے زیادہ ان کا قرب ہے۔ خدا نے آپ کے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور اس کی معرفت اپنی بندگی کا طریقہ بتایا اور فرمایا کہ تم اس طرح میری بندگی کرو۔ اور میرے دوسرے بندوں کو بھی سکھا دو کہ سب اس طرح میری بندگی کیا کریں۔ اس بندگی کا نام نماز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز کا طریقہ بتایا اور یہ بھی بتایا کہ کس کس وقت نماز پڑھنی چاہیے۔ اور کتنی پڑھنی چاہیے — نماز پڑھنے والے کو کیسا ثواب ملے گا اور نہ پڑھنے والے کو کتنا عذاب ہوگا۔ نماز کے سوا اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے آپ کو بتائیں اور فرمایا کہ حکم کر دو میرے بندے ان پر عمل کریں۔

پس ہم پر فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا پیغمبر اور راہنما سمجھیں۔ اور جو راستہ آپ نے بتایا اس پر چلیں، جو حکم دیا اس کو خدا کا حکم سمجھیں۔ اور اس پر عمل کریں۔ نماز کے متعلق جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ پہلے وہ سن لو اور یاد کر لو تو باقی باتیں پھر بتائیں گے۔

جب نماز پڑھتے ہیں تو گویا خدا کی درگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے ادب کی وجہ سے ہاتھ باندھتے ہیں۔ عاجزی کے لیے سر اور کمر جھکاتے ہیں۔ جو کچھ منہ سے پڑھتے ہیں وہ خدا کی تعریف ہوتی ہے، اس کی نعمتوں کا شکر ہوتا ہے ہر مرد اور ہر عورت پر فرض ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو پکا سچا مسلمان بنائے۔ آمین!

ایک اعرابی کی دعا

ایک عربی بدو اپنے خیمے میں بیٹھا خدا کے حضور بڑے الحاح وزاری سے دعا کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا:—

"اے وہ ذات! جس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں۔ اور خیالوں میں وہ نہیں آسکتا، اور اس کی صفت اچھے سے اچھے صفت بیان کرنے والے بیان نہیں کر سکتے۔ اس کو حوادث چھو نہیں سکتے۔ اور وہ ذات عالی کسی انقلاب و حادثہ سے متاثر نہیں ہو سکتی، جو پہاڑوں کے وزن کو بخوبی جانتا ہے اور سمندر کے بوجھ کا اس کو بخوبی علم ہے، بارش کے قطروں کی تعداد اس کے علم میں ہے، اسی طرح دنیا کے درختوں کی پتیوں سے واقف ہے رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں جو کچھ ہوتا ہے اس سے باخبر ہے، نہ آسمان اس سے کچھ چھپا سکتا ہے نہ زمین اپنے حصہ کی کسی چیز کو پوشیدہ رکھ سکتی ہے، نہ سمندر اپنی گہرائی میں کسی چیز کو چھپا سکتا ہے اور نہ پہاڑ اپنی تہہ میں پوشیدہ رکھ سکتا ہے۔ اے خدا! جو اچھی صفات کا مالک ہے میری عمر کا وہ حصہ بہتر بنا جو اس کا آخری حصہ ہو — اور اعمال میں وہ عمل بہتر فرما جو زندگی کا آخری عمل ہو اور دنوں میں وہ دن بہتر کر جس دن میں تجھ سے ملوں — اے اسلام کے والی! اور مسلمانوں کے نگہبان اسلام پر مجھ کو قائم اور ثابت قدم رکھ، یہاں تک کہ میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں"

یہ دعا ہمارے آپ کے سب کے کام کی ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسلام پر قائم اور ثابت قدم رکھے۔ آمین!

"والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیں۔ ورنہ قیامت کے دن ان سے بازپرس ہوگی اور وہ مجرم ٹھہرائے جائیں گے"

(حضرت لاہوریؒ)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۲۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۴۳۲۱ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۸۱-۲۲۴ مورخہ [illegible] ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری D.D.4-۲۰۶۹۶/۹/۳۹ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۲ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۴۰-۱۵۲۱۰ مورخہ ۲ [illegible] ۱۹۶۶ء

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

ناصر الدین
لاہور

پروردہ ولایت و نبوت امام المتقین حضرت خواجہ حسن بصریؒ متقدمین صوفیا میں سے ہیں۔ آپ بڑے مستجاب الدعوات صاحب کرامات و عالی مقامات اور ظاہری و باطنی علم میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کا اسم گرامی حسن کنیت ابو محمد، ابو سعید اور ابی البصری ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خادمہ تھیں آپ انہیں مبارک خاتون کے بطن سے مدینہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کا زمانہ ۲۱ھ ہے۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسند خلافت پر مامور تھے آپ پیدا ہوتے ہی حضرت عمرؓ کے سامنے لائے گئے چونکہ آپ نہایت حسین و جمیل تھے۔ اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو دیکھتے ہی حسن کا خطاب دیا۔ اور یہی خطاب آپ کا نام نامی اسم گرامی قرار پایا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ کی پاکیزہ صحبت میں ہی آپ نے پرورش پائی۔ اور بعض اوقات جب آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف ہوتیں تو حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بہلانے کے لئے کبھی کبھار اپنا دودھ دیتیں۔ اس دودھ کی برکت سے آپ نے بچپن ہی میں ولایت کی پہلی منزل طے کر لی تھی۔ اور اس متبرک دودھ کی برکت سے آپ کی زبان میں وہ اثر پیدا ہو گیا جس سے بڑے بڑے سرکش انسان آپ کی تقریر سن کر صالح ہو گئے۔

ابتدا میں آپ نے ہیرے جواہرات بیچنے کا کام شروع کیا اس پیشہ سے آپ نے بہت روپیہ کمایا۔ لیکن جب عشق الٰہی کا غلبہ ہوا تو پھر آپ کی اس دنیاوی وجاہت سے طبیعت بھر گئی تو کل دولت تمام ساز و سامان راہ خدا میں خرچ کر کے درویشانہ زندگی اختیار کر لی۔ آپ کو کبھی کسی نے ہنستے نہیں دیکھا ہمیشہ اپنے گناہوں کے اعتراف میں نالہ اور آہ و بکا کرتے دیکھا گیا۔ اور کثرت گریہ کے باعث آپ کی آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے آپ کے دل میں خوف خدا اس قدر غالب تھا کہ جب کبھی قہار کا نام سنتے تو گھنٹوں سجدہ میں گر کر رویا کرتے تھے۔ تذکرۃ الاولیا میں ہے جب حضرت علیؓ بصرہ تشریف لائے تو تمام واعظین اور ذاکرین کو منع کر دیا مگر آپ کا منبر باقی رہنے دیا۔ پھر ایک موقعہ پر حضرت علیؓ آپ کی مجلس میں پوشیدہ طور پر آئے اور پوچھا تم عالم ہو یا متعلم آپ نے فرمایا میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ جو کچھ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ تک پہنچا ہے بس وہ لوگوں کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے یہ سن کر فرمایا یہ جوان شائستہ کلام ہے حضرت حسن بصریؒ نے اپنی فراست باطنی سے جان لیا کہ یہ حضرت علیؓ ہیں۔ چنانچہ منبر سے اتر آئے اور ان کے پیچھے پیچھے چلے عرض کیا اے امیر المومنین خدا کے لئے مجھے طہارت سکھائیے حضرت علیؓ نے صوری اور معنوی دونوں طہارتوں کی تعلیم دی چنانچہ حضرت علیؓ کی بابرکت صحبت سے خواجہ حسن بصریؒ نے بہت فیض حاصل کیا۔

عبادت و ریاضت کا یہ حال تھا کہ کبھی [illegible] سے غافل نہ رہتے تھے اور محض خدا سے ڈرتے تھے اور خدا ہی سے مغفرت کے امیدوار تھے کہتے ہیں حجاج بن یوسف آپ کا امتحان لینے کی غرض سے لشکر سمیت شاہانہ ٹھاٹھ سے آپ کی مجلس میں آیا۔ صرف اس لئے کہ آپ کو مرعوب کیا جائے لیکن آپ نے حجاج کی طرف ایک نظر اٹھا کر نہ دیکھا جب مجلس برخاست ہو گئی تو حجاج نے اٹھ کر آپ کے ہاتھ چومے اور معافی مانگی اور آخر حجاج کو یہ کہنا پڑا کہ اگر کسی نیک مرد کو دیکھنا ہو تو حسن بصری کو دیکھو باوجود اس عبادت اور ریاضت کے اپنی بخشش کے لئے درگاہ ایزدی میں ہر لحظہ ہر وقت دست بدعا رہتے تھے بلکہ تنہائی میں ان کے آنسو نہر کی طرح بہتے تھے۔ آپ کے متعلق بہت سی حکایتیں مشہور ہیں، جس سے آپ کے علم و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ہم لوگ حسن بصریؒ کے ہمراہ حج کو جا رہے تھے۔ راستہ میں ہمیں پیاس لگی آخر ایک کنواں ملا مگر کنویں پر ڈول تھا نہ رسی ہم لوگ پریشان ہو گئے آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا اچھا میں نماز پڑھتا ہوں تم اسی کنویں سے پانی پی لینا آپ ابھی نماز کے لئے کھڑے ہی ہوئے تھے کہ ہم لوگ حسب ہدایت اس کنویں کے پاس دوبارہ گئے دیکھا تو اس کنویں کا پانی جو تہہ تک تھا اوپر آ گیا چنانچہ ہم لوگوں نے آسانی سے پانی نکال لیا۔

ایک دفعہ کسی شخص کے گھوڑے میں عیب لگ گیا۔ وہ شخص حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس گھوڑے کو اس شخص سے چار سو درہم میں خرید لیا۔ رات کو وہ شخص عالم میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کا گھوڑا دوسرے گھوڑوں کے ساتھ بہشت کی چراگاہ میں چر رہا ہے اس نے پوچھا یہ کس کے گھوڑے ہیں جواب ملا یہ پہلے تمہارے تھے اب خواجہ حسن بصریؒ کے ہیں۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد وہ شخص حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کل والا سودا منسوخ کرتا ہوں اور اپنا گھوڑا انہیں بیچنا چاہتا۔ آپ نے اس شخص کو فرمایا کہ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا ہے وہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں لیکن دوسری شب آپ نے خواب میں دیکھا ایک خوبصورت محل ہے مجھے دریافت کیا کہ یہ عمدہ منظر والا عالی شان محل کس کا ہے جواب ملا یہ اس کے لئے ہے جو شخص بیع کو منسوخ کرے یہ اس کے محل میں بیدار ہوئے چنانچہ آپ نے اس شخص کو بلایا اور بیع منسوخ کر دی۔ کسی نے آپ کا حال دریافت کیا آپ نے [illegible] فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو دریا میں ہوں کشتی [illegible] شخص ایک ایک تختہ پر رہ جائے اس شخص [illegible] کا برا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرا بھی یہی حال ہے۔

خواجہ حسن بصریؒ خوف اور خشیت الٰہی کے [illegible] نفس کی ایذا رسانی پر اکتفا کرتے تھے بلکہ اس کے ساتھ [illegible] اور تزکیۂ کردار کے بھی حامل تھے۔ آپ زاہدوں میں سب سے [illegible] اور عابدوں میں سب سے بڑے عابد تھے۔

آپ نے ۱۱۰ھ میں نواسی سال کی عمر میں ہشام بن عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں وفات پائی۔ مزار پرانوار بصرہ میں ہے۔

متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزومندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ
(پبلک لمیٹڈ کمپنی)

منظور شدہ سرمایہ ۵۰۰۰۰۰ (پانچ لاکھ) : طلب شدہ سرمایہ ۴۰۰۰۰۰ (چار لاکھ)

اغراض و مقاصد

(۱) قرآن و سنت کی تعلیمات کی طباعت و اشاعت اور نشر و اشاعت
(۲) کمپنی قرآن پاک، قرآن پاک کی تفاسیر، کتب مشتمل بر شروح احادیث، سوانح اور اسلام کے عظیم علماء اور بزرگوں کے فکری رشحات کو شائع کرے گی۔
(۳) کمپنی کسی ایسے شخص کی تصنیف و تدوین کردہ کتاب کو شائع نہ کرے گی جس میں [illegible] کو منسوخ قرار دیا گیا ہو یا عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہو یا جس میں صحابہ کرام کی اہانت کا پہلو نکالا گیا ہو۔
(۴) کمپنی کوئی ایسی کتاب شائع کرنے کی مجاز نہ ہوگی جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے ہم مسلک اکابر کی شان میں [illegible] پایا جاتا ہو۔
(۵) وہ کتابیں جو قدیم یا جدید غیر اسلامی نظریات اور تحریکات [illegible] سنت کی تشریعی حیثیت کا انکار وغیرہ) کی نمائندگی کرتی ہوں کمپنی انہیں شائع کرنے کی مجاز نہ ہوگی [illegible]
(۶) کمپنی قطعی طور پر ایسے ناول، ڈرامے یا کہانیاں شائع نہ کرے گی جن سے اسلامی اخلاق مجروح ہوتے ہوں۔

کمپنی کا کل سرمایہ پانچ لاکھ روپے ہے جو دس دس روپے کے [illegible] کمپنی کی منظوری کا سرٹیفکیٹ [illegible] اور کام کرنے کی اجازت کا سرٹیفکیٹ [illegible] کاروبار شروع کر دیا گیا ہے حصص کی فروخت ۳۰ مئی ۱۹۶۷ء کو بند کر دی جائے گی اگر مطلوبہ رقم پہلے جمع ہو گئی تو پہلے بھی بند کر دی جائے گی۔

اغراض و مقاصد سے متعلق اصحاب خط و کتابت کے ذریعہ یا بالمشافہ رابطہ پیدا کریں۔

عبد الرشید ارشد منیجنگ ڈائریکٹر
مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۳۲۰ شاہ عالم مارکیٹ لاہور